New era Magazine

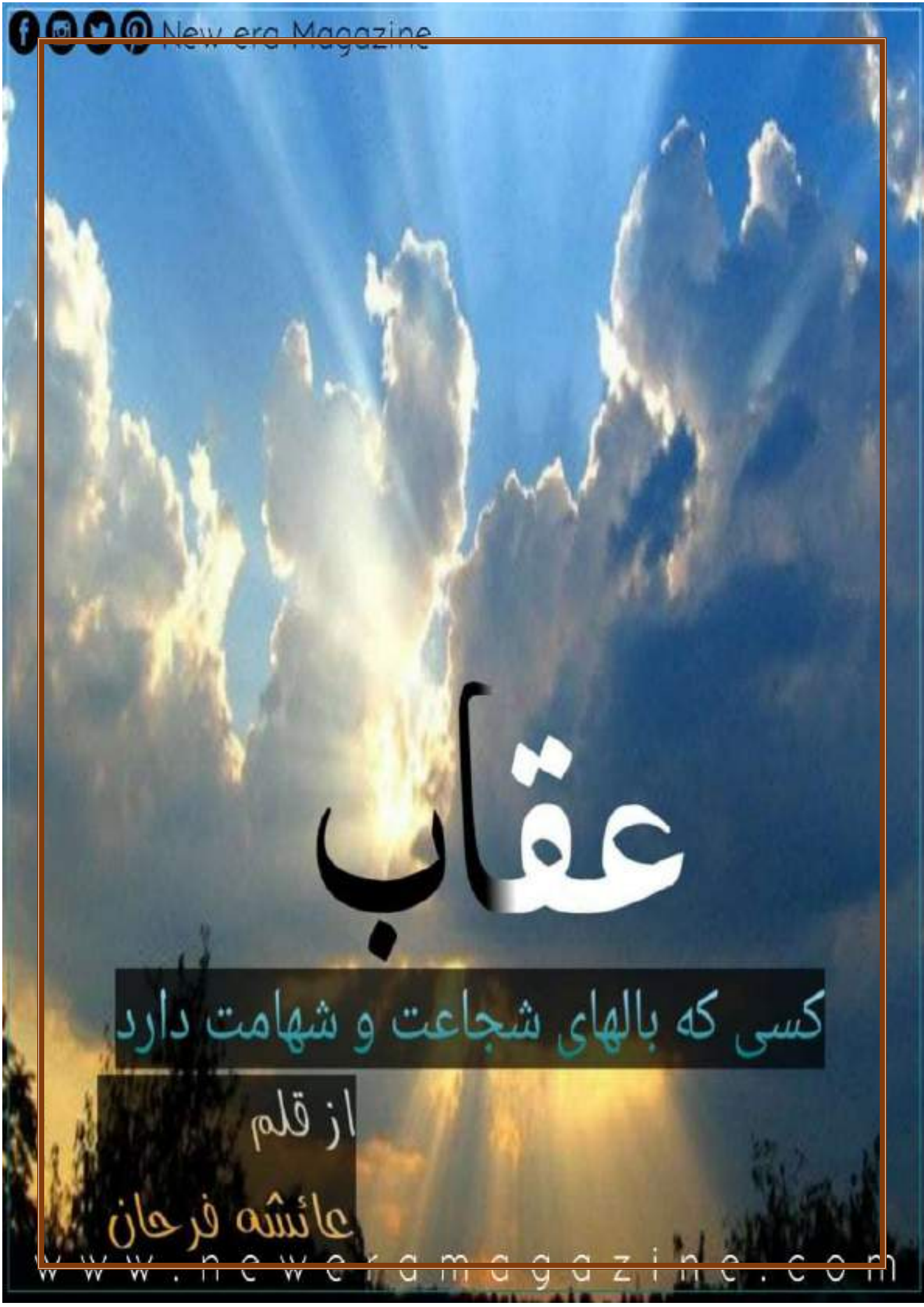

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقاب

از عائشہ فرحان

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ بس سے اتر کر اپنے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی اس کی چال میں ایک شکست خوردگی تھی۔دل اور دماغ دونوں ہی جیسے ماؤف سے ہو گئے تھے۔

اس کا گھر بس اسٹاپ سے کافی دوری پر تھا تنگ گلیاں گرد و نواح میں کچے پکے گھر بنے ہوئے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دور دکانیں بھی تھیں وہاں زندگی اپنی رفتار سے جاری و ساری تھی۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی دماغ میں بس ایک ہی خیال بار بار آرہا تھا کہ کیسے ہو گا اب سب کچھ ؟۔۔

چلچلاتی دھوپ کی حدت بھی اسے محسوس نہیں ہو رہی تھی۔پاس سے گزرتے سائیکل پر سوار بچوں نے راستہ مانگنے کے لیے سائیکل کی گھنٹی بجائی تو وہ ہوش میں آئی۔

اس کا گھر بھی آگیا تھا وہ گیٹ کھولتی اندر داخل ہوئی نیچے مالک مکان رہتے تھے جن کا صحن وہاں سے نظر آرہا تھا ساتھ زینہ بنا ہوا تھا وہ اوپر آئی۔

وہاں بھی صحن تھا اور سامنے کچن نظر آرہا تھا اس کے ساتھ کمرے تھے۔کچن میں لگی جالی کی وجہ سے وہ دیکھ سکتی تھی کہ اس کی ماں مسلسل کام میں مصروف ہیں وہ چلتی ہوئی

ان کے پاس آئی۔

''السلام علیکم امی آپ اکیلی کام میں لگی ہوئی ہے یہ پلو اور حریم کہاں ہیں؟''اس نے ایک نظر کمرے پر ڈالی تھی وہ دونوں وہاں پر بھی نہیں تھیں۔

''وعلیکم السلام آگئیں؟ہاں وہ دونوں جہاں آرا کے گھر گئی ہیں درس تھا آج''وہ ایک نظر اسے دیکھتی واپس کام میں مصروف ہو گئیں۔

''اوا چھا میں کر دیتی ہوں''وہ ان کے ہاتھ سے بھگار کا سامان لیتے ہوئے بولی۔

''نہیں بس یہ دال کو بھگار دینا ہے باقی سب تو ہو گیا تم جاؤ جا کر فریش ہو جاؤ تھکی ہوئی آئی ہو''انہوں نے اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا جہاں تھکان کے تاثرات نمایاں تھے۔

''جی میں فریش ہو کر جہاں آرا آنٹی کے گھر جاؤں گی''

وہ بولتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

''ٹھیک ہے بس جلدی آجانا کھانا بھی کھانا ہے''وہ دال میں گرم گرم بھگار ڈالتے ہوئے بولی تھیں۔

*__** ___** ___** ___** ___** ___** ___**

اگلے ہی لمحے جزیل نے جیٹ کو انر لوپ لیتے ہوئے قابو میں کیا تھا۔اسکے بعد وہ کنٹرول ٹاور سے رابطے میں رہا لیکن اسنے دوبارہ آرزو کو کوئی ٹاسک نہیں دیا۔

جیٹ اسنے مہارت سے لینڈ کیا۔ایئر مین اور کریو چیف فوراً انکے پاس آئے سب نے ایک بار پھر جہاز کا اچھی طرح معائنہ کیا۔

وہ وین میں بیٹھ کر واپس یونٹ آ گئے تھے ''آپ بریفنگ روم میں جائیں میں آتا ہوں'' جزیل نے سپاٹ لہجے میں آرزو سے کہا اور خود کامن روم کی طرف بڑھ گیا وہ لینڈنگ کے بعد پہلے شکرانے کے نفل ادا کرتا تھا اسکے بعد بریفنگ کے لیے جاتا تھا۔

وہ سر ہلاتی بریفنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ جزیل کے ظاہر کیے بغیر ہی وہ جانتی تھی کہ جزیل غصّے میں ہے۔اور کیوں نہ ہوتا وہ ایسے ہی تو یہاں نہیں آ گئی تھی۔ تین سال کی ٹریننگ میں ساٹ گھنٹے اسنے مشاک (ٹریننگ جیٹ) پر فلائی کیا تھا۔ سو گھنٹے T-37 پر اور ساٹ گھنٹے K-8 پر اسکے بعد ایم ایم عالم ایئر بیس سے وہ اپنا فائٹر کنورجن پورا کر کے ایک مکمل فائٹر پائلٹ بن کر یہاں آئی تھی۔اور پھر یہ اتنی بنیادی غلطی؟ وہ خود بھی حیران تھی کہ وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔

وہ سوچوں میں گھیری چلتی جا رہی تھی بریفنگ روم میں پہنچ کر اس نے اطراف کا جائزہ

لیااس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ سر جھکائے چلتی ہوئی گئی اور کونے کی کرسی پر بیٹھ گئی وہ خود کو جزیل کا سامنا کرنے کے لیے تیار کر رہی تھی۔

*__** __** __** __** __** __** __** __**

ان کے گھر سے دو تین گھر چھوڑ کر جہاں آرا کا گھر تھا۔

وہ دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی سامنے بڑے کمرے میں اسے سب بیٹھے نظر آئے۔ لڑکیاں نیچے بیچھے قالین پر بیٹھی تھیں اور جہاں آرا اپنے تخت پر براجمان تھیں۔

چہرے کے گرد سفید دوپٹہ لپیٹے وہ مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ رہیں تھی۔چہرے پر شفافیت اور نور تھا لب ولہجہ انتہائی نرم مگر پختہ تھا۔

وہ جس انداز میں بات کرتی تھیں سیدھا دل کو چھوٹی محسوس ہوتی تھی۔

زمل حریم اور پلوشہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔لگتا تھا درس تو ختم ہو چکا ہے لیکن اب وہ کسی موضوع پر ان سب سے بات چیت کر رہی ہیں۔

"ہمارے دور میں تو ہم اپنے منگیتر یا شادی کے لیے منسوب شخص کی تعریف بھی کھلے عام کرتے ہوئے جھجک محسوس کرتے تھے۔کہ ہماری نسوانیت پر کوئی آنچ نہ آئے۔

مگر آج کی لڑکیوں کو کیا ہو گیا؟ سوشل میڈیا پر اداکاروں کی تعریفوں میں ایسے پل باندھتی ہیں جیسے ان سے زیادہ سگے اور کوئی نہیں ہیں۔ اور ہاں ایک لفظ تم لوگ کیا استعمال کرتے ہو" وہ بول کر کچھ دیر کے لیے سوچنے لگیں۔

ہاں کرش کیا اس کے مطلب سے بھی واقف ہو جو ہر نئے مشہور ہونے والے اداکار کے لیے استعمال کر لیتے ہو؟" وہ سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھیں۔

حریم پلوشہ کے قریب ہوئی۔ "اگر فیس بک سے انہیں بلاک کر دیا جائے تو کیا انہیں اندازہ ہو گا؟" وہ باظاہر اپنا سکارف ٹھیک کرتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں کچھ دن ڈھونڈیں گیں پھر بھول جائیں گیں" پلوشہ نے بھی سرگوشی کی تھی۔ زمل دونوں کو گھور رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں اب بہت سی لڑکیاں مجھے سوشل میڈیا پر سے بلاک کر دیں گی۔ کیوں حریم اور پلوشہ" جہاں آرا نے دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا اور ان دونوں کے رنگ فق ہوئے تھے۔

وہ سب ان کے سامنے ہی بڑی ہوئی تھیں انہیں سے دینی تعلیم حاصل کی تھی انہیں

سے آرٹ سیکھا تھا۔(انہوں نے گھر میں ہی سینٹر کھول رکھا تھا وہ لڑکیوں کو آرٹ بھی سکھاتی تھیں)وہ ان سب بچیوں کی رگ رگ سے واقف تھیں۔

"نہیں نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے" پلوشہ نے ہمت کر کے بولا۔۔

"بس بس میں سب جانتی ہوں" نرمی سے بولتے ہوئے انہوں نے اپنی بات کو جاری رکھا۔

ان کی بات کے اختتام پر سب اللہ حافظ کہتیں وہاں سے چلی گئی تھیں صرف زمل بیٹھی رہی۔

وہ زمل کو جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔"میرے پاس آکر بیٹھو" انہوں نے اپنے پاس تخت پر اشارہ کیا زمل فوراً اٹھ کر وہاں بیٹھ گئی۔

"پریشان ہوں؟" انہوں نے بہت نرمی سے پوچھا تھا۔پہلے زمل نفی میں سر ہلاتی رہی اور پھر ان کی نگاہوں کے زیر اثر اس نے اثبات سر ہلایا۔اس کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

"بتاؤ مجھے کیا بات ہے" وہ ہی شفقت بھرا انداز۔۔

اس نے گہری سانس لبوں سے خارج کی ''میں نے جذبات میں آکر جاب سے ریزائن دے تو دیا لیکن اب میں پریشان ہوں کہ کس طرح گھر کے اخراجات پورے ہوں گے اسکول اچھا تھا وہاں سے اچھی تنخواہ مل رہی تھی اب اتنی اچھی تنخواہ مجھے کہاں سے ملے گی؟ صرف ٹیوشن اور شام کے سینٹر سے تو پورا نہیں ہو پائے گا''اس کا چہرہ بھی بجھا بجھا سا لگ رہا تھا چہرے کے گرد وہی کالی چادر حائل تھی۔

''کوئی خاص وجہ تھی جاب سے ریزائن کرنے کی؟''وہ فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

''آنی میں کسی بچے کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتی تھی۔اور نہ ہی چپ چاپ دیکھ سکتی تھی۔''اس کی بات پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تو پھر لڑکی پریشان کیوں ہوتی ہو؟''وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں۔زمل کچھ بولتی اس سے پہلے وہ پھر بولیں۔

''حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ یاد ہے نا؟''انہونے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''جی۔۔حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے شکر گزار بندوں میں سے ایک تھے۔اللہ

پاک نے انہیں بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا اور وہ ہر نعمت کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔اور پھر ان پر آزمائش کا وقت آیا پہلے مالی اور پھر اولاد کی طرف سے اور پھر ان کی اپنی صحت کی طرف سے وہ اٹھارہ برس شدید بیمار رہے تھے۔اتنے کہ وہ بستر سے ہی جا لگے۔درد تکلیف کیا کچھ نہیں تھا مگر پھر بھی اس حالت میں بھی وہ اللہ کا شکر ادا کرنا نہیں بھولے تھے۔اور یہی شیطان کی شکست تھی وہ کہتا تھا کہ وہ اس لیے شکر گزار ہیں کیونکہ ان کے پاس نعمتوں کی بھرمار ہے لیکن کچھ نہ ہونے پر بھی وہ اسی صدق دل کے ساتھ شکر ادا کیا کرتے تھے"

انہونے نے اثبات میں سر ہلایا"اور انکی وہ دعا یاد ہے جو اٹھارہ برس کی شدید تکلیف کے بعد انہونے مانگی اور اللہ پاک نے انہیں پھر سے نواز دیا۔"

زمل نے ایک ہاتھ سے اپنی چادر ٹھیک کی۔"اور ایوبؑ (کو یاد کرو) جب انہونے اپنے پروردیگار سے دعا کی (اے میرے رب) بے شک مجھے سخت تکلیف آ پہنچی ہے۔اور تو رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے"(سورہ انبیاء: ۸۳)

"اور اس سارے واقعے میں ہمارے لیے کیا وعظ ہے؟"وہ سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھ رہیں تھی۔انکے عقب میں بردے سے دھوپ چھنتی ان تک آ رہی تھی۔

"یہ کہ پریشانیاں دکھ بیماریاں تو ہر انسان پر آتی ہیں۔ لیکن جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں وہ صرف اللہ پر توکل رکھتے ہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو زحمت انہیں ملی ہے وہ اللہ کی رحمت سے بہت چھوٹی ہے۔ اور جس کا ایمان اتنا پختہ ہوتا ہے۔ اللہ پاک اسے اپنی رحمت سے ضرور نوازتا ہے" وہ بولتے بولتے رکی تھی اسے اپنے سوالوں کا جواب بھی مل گیا تھا۔

وہ مسکرا کر اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھیں۔ "تو اب بتاؤ کیوں پریشان ہوتی ہو؟ آزمائش ہے ختم ہو جائے گی جب تمہارا دل مطمئن ہے کہ جو تم نے کیا وہ سہی تھا۔ تو پھر پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور ویسے بھی قسمت میں جتنا رزق لکھا ہوتا ہے اتنا ہم تک پہنچ کر ہی رہتا ہے۔ بس کرنا اتنا ہے کہ للہ پر پورا پورا یقین رکھو۔ اور سچی لگن سے محنت کرو"

زمل نے ایک نگاہ ان کے مطمئن چہرے پر ڈالی۔ وہ ان سے ہمیشہ ہی بہت متاثر ہوا کرتی تھی انہوں نے بیوہ ہونے کے بعد اپنے بچوں کو خود سنبھالا تھا اور وہ ان سب کو بھی اپنے بچوں کی طرح مانتی تھیں۔ زمل نے انہیں کبھی کسی معاملے میں بھی پریشان ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ جب کہ وہ دوسروں کی پریشانی میں بھی آگے آگے رہنے والوں میں

سے تھیں۔

''آنی آپ کی باتیں تو میری انرجی بوسٹ کر دیتی ہیں۔'' وہ ان کے کندھے پر سر ٹکائے بول رہی تھی۔

''اللہ کا کلام بڑھاتا ہے ہماری طاقت بیٹا بے شک قرآن ایک مکمل کتاب ہے جس سے ہمیں ہر طرح کی راہ نمائی ملتی ہے بس اسے سمجھ سمجھ کر پڑھنا اور عمل کرنا ہم پر فرض ہے اور انبیا کرام کی حیاتِ مبارک ہمارے لیے مشعل راہ ہے''۔

''(اے محمدؐ) یہ ایک (پر نور) کتاب ہے اسکو ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئو (یعنی) انکے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (اللہ) کے راستے کی طرف'' (سورہ ابراہیم: ۱)

*__** __** __** __** __** __**

جزیل کے آتے ہی وہ فوراً الرٹ ہو کر بیٹھی۔ وہ بورڈ کے سامنے آیا اور پین ہاتھ میں لے کر اسکا کیپ بند کھل کرنے لگا۔ اور پھر وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہیں ٹہلنے لگا صاف پتا لگ رہا تھا کہ وہ اپنا غصّہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

وہ ایک دم رکا کر سامنے رکھی میز پر ہاتھ رکھ کر جھکا وہ تھوڑی دور ہی بیٹھی تھی۔ ''آپ سے کتنی بار پوچھا گیا تھا کہ آپ ریڈی ہیں۔۔اور آپ نے ہر بار کہا کہ ہاں میں ریڈی ہوں اور اسکے بعد اس انتہائی بچکانہ غلطی کا کیا مطلب ہے؟ یہ ایئر فورس ہے یہاں پائلٹ کو ملین ڈسیجن ملی سیکنڈز میں کرنے ہوتے ہیں۔ یہاں ہر دن پائلٹ اپنے آپ کو اپ گریڈ کرتا ہے نئی چیزیں سیکھتا ہے اور آپ۔۔آپ پرانا بھول رہی ہیں۔'' وہ بول کر واپس سیدھا ہوا نفس اسکی تیز چل رہی تھی۔

آرزو نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وہ پوری کوشش کر رہی تھی مظبوط بنے رہنے کی لیکن ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ ''میں۔۔میں اگر آج ہمت نہ کرتی تو شاید کبھی نہ کر سکتی تھی۔ یہ میرے لیے آسان نہیں تھا۔ بالکل بھی نہیں تھا سر۔۔'' اسکے آنسوں یکدم ہی بہنے لگے تھے۔

''مجھے ذرا سا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ۔۔وہ اپنی بیماری سے نہیں بلکہ۔۔میں اسکے جنازے پر گئی تھی لیکن مجھے کسی نے کچھ نہیں بتایا اور میں اپنے آپ کو یہ سمجھاتی رہی کہ وہ بیمار تھی شاید اسی میں بہتری ہو گی۔۔اور ان دنوں اس کی طبیعت بھی ناسازرہ رہی تھی اور پھر یہاں آنے سے پہلے جب میں گھر گئی تب مجھے اصل وجہ پتا چلی اسنے

خود ہی اپنے ہاتھوں خود مار ڈالا اور میں۔۔میں اسکے دل کا حال تک نہ جان پائی جبکہ وہ ہر دم مجھ سے میرے حالات کا پوچھتی رہی"آرزو نے اپنے آنسوں رگڑے جزیل کو پوری بات کا علم تو نہیں ہو سکا لیکن وہ اتنا ضرور سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی بڑی ذہنی اذیت سے گزر رہی ہے۔

آرزو یہ سب کہنا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولتی چلی گئی تھی۔

جزیل تھوڑی دیر اسے دیکھتا رہا پھر سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتا بورڈ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اُس سے بھی آج کی فلائٹ کے حوالے سے ڈسکشن کرنے لگا۔

بریفنگ ختم ہوتے ہی جزیل وہاں سے چلا گیا آرزو وہیں بیٹھی رہ گئی تھی۔اسنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ایک بار پھر اس کے دماغ میں وہ سارا واقعہ تازہ ہو رہا تھا۔

*__** __** __** __** __** __**

وہ اپنے کمرے میں اپنا سامان سمیٹ رہی تھی اسے رات ہی نکلنا تھا بیس پر جانے کے لیے اسنے ایک نگاہ کمرے پر ڈالی یہ اسکا اور مہک کا مشترکہ کمرہ تھا۔

"تم کیوں چلی گئی مجھے اکیلا کر کے یہاں میرا اب دل ہی نہیں لگتا۔تم سے اتنی باتیں

کرنی تھیں تم شکایت کرتی تھی کہ میں تمھیں وقت نہیں دیتی اپنی ٹریننگ کے حوالے سے تمھیں ڈیٹیل میں نہیں بتاتی آج دیکھو کتنا کچھ ہے میرے پاس تمھیں بتانے کے لیے لیکن تم نہیں ہو" وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی مہک کی تصویر کو ہاتھ میں لے کر بول رہی تھی۔

پھر وہ کچھ یاد آنے پر الماری کی طرف بڑھ گئی۔ "مہک کی ڈائری وہ کسی نے نہیں لی ہوئی تو میں اپنے ساتھ لے جاؤنگی۔" وہ سوچتی الماری میں سے ڈائری ڈھونڈ رہی تھی۔

کپڑوں کے نیچے رکھی وہ اسے نظر آگئی تھی۔ آرزو دونوں پاؤں اوپر کر کے بیڈ پر بیٹھی اور ڈائری کھول کر پڑھنے لگی اسکے کندے تک کے بال کھلے منہ پر آرہے تھے جنہیں وہ کوفت سے تھوڑی تھوڑی دیر میں ہٹا رہی تھی۔

اسے پڑھتے ہوئے لگا جیسے اسکا اور مہک کا بچپن اسکی آنکھوں کے سامنے ہو اتنا کچھ اس نے ان کے بچپن کے بارے میں لکھا تھا اور یہ ڈائری آرزو نے پہلے نہیں پڑھی تھی۔ جب بھی وہ اسے لینے کی کوشش کرتی مہک چھونے بھی نا دیتی کہ پرائیویٹ ہے۔

جیسے جیسے وہ پڑھ رہی تھی اس کی آنکھیں بھیگتی جا رہی تھیں۔

اور پھر جو آخری صفحے پر تھا وہ اسکے لیے بالکل ہی نا قابل برداشت تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ صفحہ بار بار پڑھ رہی تھی جو کچھ اس طرح سے تھا کہ۔

"آج میں نے ماما پاپا کو باتیں کرتے سنا ہے انہیں ڈاکٹر نے امید دلائی ہے میرے ٹھیک ہو جانے کی لیکن وہ کہتے ہیں کہ میرے علاج کے لیے ہمیں کہیں باہر جانا پڑے گا اور کیوں کہ علاج بہت مہنگا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ماما پاپا کو یہ گھر بیچنا پڑ جائے کیونکہ اور تو کوئی سرمایہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور میں نے پاپا کو اتنا تک کہتے سنا کہ وہ یہ گھر بیچ دیں گے میری زندگی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے لیکن اگر یہ فروخت ہو گیا تو پھر ہم سب کہاں جائیں گے؟ نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی مرنا تو مجھے کل بھی ہے اور آج بھی تو پھر آج کیوں نا؟"

آرزو نے ڈائری ایک طرف رکھی کچھ دیر تو منہ پر ہاتھ رکھے ہنوز بیٹھی رہی پھر گہرے گہرے سانس لے کر جیسے اسنے اپنے آنسوئوں کو اپنے اندر اتارا اور بھاگتے ہوئے اپنے بھائی کے کمرے میں گئی۔

وہ اپنے بھائی کے سامنے بیٹھی سر جھکائے روئے جا رہی تھی۔ "بھائی پلیز مجھے بتائیں کہ حقیقت کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے آپ لوگ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔"

اس کے بار بار اصرار کرنے پر اس کے بھائی نے بتایا کہ ''اس روز ہم جب اسے صبح اٹھانے گئے وہ اٹھ نہیں رہی تھی۔اور اس کے پاس سے نیند کی گولیوں کی خالی شیشی ملی ہسپتال لے جاتے لے جاتے کافی دیر ہو گئی تھی۔

تمہیں یہ سب اس لیے نہیں بتایا تھا کہ تمہاری ٹریننگ چل رہی تھی۔تم دماغی طور پر ڈسٹرب ہو جاتی''۔

یہ سب سنتے ہوئے آرزو کا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے وہ کیوں اس کی حالت نہیں سمجھ سکی اس کے دکھ درد نہیں جان سکی۔اگر سمجھ جاتی تو شاید مہک کو بھی سمجھا دیتی اور وہ ایسا نہ کرتی اور آج ان کے ساتھ ہوتی۔لیکن کاش۔۔

*____** ____** ____** ____** ____** ____**

وہ صوفے پر بیٹھی باظاہر تو سبزیاں کاٹ رہی تھیں۔لیکن دماغ سامنے چلتے ٹی وی پر اپنے پسندیدہ شیف کی ترکیب کو ذہن نشین کرنے میں مصروف تھا۔

ان کے کندھے پر کسی نے دستک دی وہ جانتی تھیں کہ عریش ہی ہو گا۔''کیا ہوا؟''

وہ بولتی پھر کام میں مصروف ہو گئیں اور دستک پھر دوبارہ ہوئی ''کیا مسئلہ ہے

عریش؟"

اور تب بھی کوئی آواز نہیں آئی۔۔ تیسری بار پھر دستک محسوس ہوئی اور اس دفعہ ہاتھ بھی کچھ عجیب محسوس ہوئے انہوں نے سبزیاں ایک طرف رکھیں۔

کہ دیکھ تو لیں کون ہے۔ان کا پلٹنا ہی تھا کہ ایک چیخ پورے محتشم ہاؤس میں گونجی لان میں پودوں کو پانی دیتی لبابہ فوراً بھاگتی ہوئی آئی۔

"کیا ہو گیا مما؟" اس نے لاؤنج میں قدم رکھا ہی تھا کہ نظروں کے سامنے ایک عجیب سا منظر نمودار ہوا۔اس کی مما صوفے پر بیٹھی پیچھے پلٹی ہوئی تھیں ساکت و جامد منہ کھلا ہوا۔

ان کے بالکل سامنے مسٹر بونی لبابہ کا دوپٹہ پہنے ایک ہاتھ سوفے پر ٹکائے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھے وہ دانیہ بیگم کو ہی دیکھ رہا تھا۔

لبابہ بھاگتی ہوئی آئی "یہ یہاں کیسے آیا؟" اسکے جواب میں دانیہ بیگم کچھ بولنا چاہ رہیں تھی لیکن بول کچھ نہیں سکیں۔

لبابہ نے پانی گلاس میں نکال کر انکی جانب بڑھایا۔"یہ عریش کا کارنامہ" اسنے اتنا ہی

بولا تھا کہ سامنے سے عریش آتا دکھائی دیا۔جمائی روکتا انگڑائی لیتا۔

''کیا ہوا مما؟سب خیریت تو ہے؟آپ کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی''وہ بولتا قریب آرہا تھا کہ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں''یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟''اسکا اشارہ مسٹر بونی کی طرف تھا۔

''زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں پتا ہے۔تم نے لا کر رکھا ہے''لبابہ بولتی مسٹر بونی کو اٹھانے لگی۔

''توبہ توبہ اتنا بڑا الزام یہ دیکھیں مما میری آنکھیں کیا لگتا نہیں کہ میں ابھی ابھی جاگا ہوں؟''وہ دانیہ بیگم کے پاس بیٹھتا انہیں اپنی آنکھیں ہاتھ سے پکڑ کر دیکھا رہا تھا۔

''ہاں آنکھوں سے لگ تو رہا ہے''دانیہ بیگم کی بات پر لبابہ نے سر پر ہاتھ مارا اور زینے کی طرف بڑھ گئی۔

''لبابہ اب یہ تمہارے کمرے میں نہیں جانا چاہیے''انہونے مسٹر بونی کو اسکے ہاتھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''مما یہ پوری رات اس پر چلہ کاٹتی ہیں تب ہی اتنے اچھے نمبرز آتے ہیں ورنہ صرف

پڑھنے والے بچوں کے تو کبھی اتنے اچھے نمبر نہ آئیں" وہ خالہ خیرن والے انداز میں انکے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔

"پرے ہٹو" انہوں نے عریش کو ایک طرف کیا اور جیسے کچھ یاد آنے پر ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"ہاں لبابہ تمہارے رزلٹ کا کیا ہوا؟" انکی بات پر لبابہ رکی اسنے ایک نظر ماں کو اور پھر عریش کو دیکھا وہ نظروں میں عریش کو منع کر رہی تھی ابھی بتانے کے لیے۔

عریش نے دیکھا اَن دیکھا کیا۔ "ہونا کیا ہے؟ ہمیشہ کی طرح پہلی پوزیشن آئی ہے۔" اسنے انتہائی منہ بنا کر کہا تھا۔ اور لبابہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کوئی وزنی چیز اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے۔

دانیہ بیگم کا حیرانگی سے منہ کھلا "اور تم نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا؟" وہ شکایتی نگاہ سے لبابہ کو دیکھ رہیں تھیں۔

"مما میں نے سوچا تھا کہ آپکو اور پاپا کو ساتھ بتاؤں گی اپنی تھرڈ ایئر کی مارک شیٹ ساتھ دیکھا کر۔۔ مگر یہ عریش یہ میرے ہاتھوں سے بچے گا نہیں" اسنے غصیلی نگاہ عریش پر ڈالی تھی۔

''تمھیں بہت بہت مبارک ہو لبابہ آج تو پھر کچھ اسپیشل بناؤ نگی تمہارے لیے۔اور کوئی بات نہیں پاپا کو تم خود بتا دینا'' وہ بہت پیار سے لبابہ کو دیکھ رہیں تھیں۔

''شکریہ مما اور پاپا کو تو میں اور بھی بہت کچھ بتاؤں گی'' وہ ایک نگاہ عریش پر ڈالتی آگے بڑھ گئی۔

''میری بیٹی ہی کرے گی میرا نام روشن تم کچھ نہ کرنا'' انہونے سبزی کی پلیٹ پھر اٹھائی۔

''آپ فکر ہی نہ کریں میں بہت اچھے طریقے سے کرونگا آپ کا اور پاپا کا نام روشن'' وہ اپنا فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔

''اچھا وہ کیسے ؟'' انہونے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

''ایک بڑے سے بورڈ پر آپ کا اور پاپا نام لکھ کر تین سو واٹ کے تین چار بلب لگا دونگا۔۔کیسا؟'' اسنے فخر سے بول کر تھالی سے مٹر اٹھا کر منہ میں رکھا۔

''یہ ہی امید تھی تم سے'' دانیہ بیگم نے اسکے سامنے سے تھالی ہٹائی۔

*__** __** __** __** __** __** __**

آج انکا ڈنر وہیں تھا۔آرزو وردہ ثوبان فلائٹ لیفٹیننٹ ولی فلائٹ لیفٹیننٹ سوہا اور فلائنگ آفیسر اذکار ایک میز پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

جبکہ دوسری طرف جزیل فرجاد اور باقی افسران بیٹھے ہلکی پھلکی گپ شپ کے ساتھ کھانا کھاتے نظر آرہے تھے۔

وہ ایک گول میز تھی ثوبان کے ایک طرف ولی اور دوسری طرف اذکار تھے اور سامنے آرزو جس کی ایک طرف وردہ اور دوسری طرف سوہا تھیں۔

کھاتے کھاتے وردہ کو کچھ یاد آیا تو وہ اپنا چمچ پلیٹ میں رکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"پتا ہے میرے بابا کے ائیر فورس میں ہونے کی وجہ سے بچپن سے ہی ہم سب پر انکا ایک روپ تھا۔کہ جلدی سونا ہے ایسے نہیں ایسے کھانا ہے اس طرح سے اٹھنا ہے اس طرح سے بیٹھنا ہے اور میں۔۔میں تو شروع ہی سے ایک لاپرواہ سی لڑکی تھی۔مجھے اچھا نہیں لگتا تھا ہر چیز میں اصول لیکن اب۔۔اب میں گھر جا کر اپنے بہن بھائیوں کو بولتی ہوں ایسے نہ کھاؤ ایسے نہ بیٹھو ایسے نہ کرو تو پلٹ کر وہ بولتے ہیں آپ بابا نہ بنیں"

وہ جس انداز میں بول رہی تھی سب ہی ہنس دیے۔

''ہاں صحیح کہہ رہی ہو اب پرانا وقت یاد کرو تو ایسا لگتا ہے کہ پہلے تو ہم میں زندگی گزارنے کے آداب ہی نہیں تھے۔''سوہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بالکل پی اے ایف نے ہمیں بہت کچھ سکھایا ہے اور اب وقت ہے کہ ہم اپنا بیسٹ پی اے ایف کو دیں''ولی کانٹے سے چکن کا پیس منہ میں رکھتے ہوئے بولا۔

ثوبان نے ایک نظر آرزو کو دیکھا وہ سر جھکائے اس طرح سے کھانا کھا رہی تھی جیسے اس کے ارد گرد کوئی اور تھا ہی نہیں پہلی نظر سے ہی وہ اسے کچھ کھوئی کھوئی سی لگی تھی۔

وہ کھنکھارا سب اس کی طرف متوجہ ہوئے ''میری آرزو ہے''وہ اپنے لفظوں پر زور دیتا بول رہا تھا آرزو نے یکدم اس کی طرف دیکھا۔''کیا کہا آپ نے؟''

''جی؟''وہ بھی سوالیہ نظروں سے آرزو کو دیکھ رہا تھا۔

''آپ نے کہا کہ۔۔''وہ بولتے بولتے رکی ''کچھ نہیں۔۔''سر جھٹکتی وہ واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''اوہ اچھا یہ بات ہے''ثوبان نے ایسے کہا جیسے اسے بات اب سمجھ آئی ''آپ کو کیا آپ

کے نام کے مطلب نہیں پتا؟" وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا بول رہا تھا۔

"میں کہہ رہا تھا میری آرزو ہے کہ میں کچھ ایسا کام کروں کہ دشمن مجھے بھی آٹھ پاس چارلی (سکواڈرن لیڈر نجیب احمد خان) جیسا لقب دیں سکیں وہ میرے لیے بھی کوئی ایسا جملہ بول سکیں جیسا ہمارے اُس نڈر ہیرو کے لیے بولا کہ اسے ہماری زندگیوں کا سکون برباد کرنا بہت پسند تھا"۔

آرزو نے بھی پلیٹ ایک طرف رکھ کر نیپکن سے ہاتھ صاف کیے "ہاں تو آپ آرزو کی جگہ کوئی اور لفظ بھی استعمال کر سکتے تھے۔"

"لگتا ہے یہاں عالمی امن کمیٹی کو بلانا پڑے گا یہ معاملہ ایسے تو سلجھے والا نہیں لگ رہا" وردہ سرگوشی میں ولی سے بول رہی تھی وہ بھی ہنس دیا۔

"جیسے؟" ثوبان ہاتھ باندھے غور سے اسکی بات سن رہا تھا۔

"جیسے تمنا خواہش وش ارمان وغیرہ" وہ جیسے سوچ سوچ کر لفظ بتا رہی تھی۔

"آپ کو پورا یقین ہے ان سب کا مطلب ایک ہی ہے؟" ثوبان مسکراہٹ لبوں تلے دبائے پوچھ رہا تھا۔

''بالکل مجھے پورا یقین ہے'' وہ وثوق سے بولی۔

''ٹھیک ہے پھر'' ثوبان نے سر ہلایا۔

سب تقریباً کھانا کھا ہی چکے تھے آرزو نے دیکھا کہ فرجاد کھانا کھا کر جا چکا تھا اور جزیل بھی اٹھ رہا تھا اسے جزیل سے کچھ بات کرنی تھی۔ وہ اٹھ کر جاتے ہوئے جزیل کے پیچھے گئی۔

*__** __** __** __** __** __**

وہ صحن میں بیٹھی اخبار ہاتھ میں لیے مسلسل نشان لگاتی ساتھ میں موبائل پر ای میل کرنے میں مصروف تھی۔ وہ فروزی کمیز شلوار میں ملبوس تھی۔ بالوں کو اسنے چٹیا کی صورت باندھ رکھا تھا۔

تھوڑی دور بیٹھی پلوشہ کسی بچے کو پڑھاتی گاہے بگاہے اس پر بھی نظر ڈال رہی تھی۔ وہ بچہ گیا تو وہ اٹھ کر زمل کے پاس آئی ''کیا آپی جب سے سینٹر سے آئی ہیں یہاں اخبار کے ساتھ چپکی بیٹھی ہوئی ہیں۔''

''ہاں بھئی نئی جاب تو وقت پر ڈھونڈنی ہے نا۔ صبح ایک دو جگہ وزٹ کرنے بھی جاؤں

گی"۔وہ مصروف سے انداز میں بول رہی تھی۔

"اور پلو تم اس وقت فری ہو رہی ہوں ٹیوشن پڑھا کر شام کی چائے تمہاری ذمہ داری ہے وہ بھی نہیں نکالی؟" وہ اخبار ایک طرف رکھتی سوالیہ نظروں سے پلوشہ کو دیکھ رہی تھی۔

"پہلی بات آپی مجھے یہ پلو نہیں کہاں کریں اور خاص کر بچوں کے سامنے پھر بچے بھی مجھے چڑانے والے انداز میں مس پلو بولتے ہیں۔" وہ شکایتی انداز میں گویا ہوئی۔

اور میں فارغ تو ہو گئی تھی بس یہ ٹرٹل بیٹھا رہ گیا تھا ہمیشہ کی طرح" وہ منہ قدرے بگھاڑ کر بول رہی تھی۔

"ٹرٹل؟" زمل نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔

حریم جو دونوں کے لیے چائے لے کر آ رہی تھی ٹرے رکھتے ہوئے بولی۔"آپی پتا ہے انہوں نے ہر اسٹوڈنٹ کا نام رکھا ہوا ہے اُنکی صلاحیتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ ٹرٹل ہے کیوں کہ یہ آدھے گھنٹے کا کام تین گھنٹے میں کرتا ہے۔ایک خرگوش بھی ہے اور ایک مس کا چمچہ اور سب سے مزے کا وہ یوٹیوبر"

''یوٹیوبر۔۔وہ کیوں؟''زمل نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا۔

''کیوں کہ ہیں تو جناب پانچ سال کے لیکن انکو جب بولو کہ آؤ آج نظم پڑھیں یا اے بی سی یا کچھ بھی تو آگے سے کہتا ہے۔مس بس آپ بتادیں کیا لکھ کر سرچ کرنا ہے میں یو ٹیوب پر دیکھ کر سیکھ لوں گا آپ سے زیادہ مجھے ویڈیو دیکھ کر سمجھ آتا ہے۔''وہ اسی بچے کے انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر بول رہی تھی۔

''بتاؤ ذرا کھلی بے عزتی ہے یہ تو''حریم نے مزے لیتے ہوئے بولا۔

''اچھا میرا پللو کہنا برا لگ رہا ہے اور خود جو بچوں کے نام رکھے ہوئے ہیں؟۔اور ہاں یہ تم دونوں آنی کے سامنے کیا گسر پسر کر رہی تھیں؟''وہ دونوں کو ترچھی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔

''ہم۔۔ہم کچھ نہیں''پلوشہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

''کچھ نہیں ہمم۔۔؟سب آوازیں آرہی تھیں مجھے''زمل چائے کا کپ ایک طرف رکھتی بولی۔

''ہاں تو آنی بھی تو ہمارا سوشل میڈیا غور غور سے دیکھتی ہیں''پلوشہ سیدھی ہو کر

بیٹھی۔

''ہاں وہ دیکھ سکتی ہیں۔اور کچھ غلط لگنے پر بول بھی سکتی ہیں وہ ہماری استانی ہیں اور استاد کا رتبہ ماں باپ جتنا ہوتا ہے۔آئندہ نہ دیکھوں تم دونوں کو اس طرح انکے سامنے سرگوشیاں کرتے ہوئے''وہ بولتی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی چھوٹی بہنوں سے اسکا ہنسی مذاک اپنی جگہ تھا لیکن غلط بات پر وہ انہیں کبھی بھی سپورٹ نہیں کرتی تھی۔

*__** __** __** __** __** __** __**

''سر مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی''آرزو کی آواز پر وہ رکا وہ دونوں دروازے کے پاس ہی کھڑے تھے۔

مجھے آپ سے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا اور میں اپنی فلائٹ میں کی گئی لاپروائی کے لیے بھی بہت شرمندہ ہوں''وہ سر جھکائے بول رہی تھی۔

جزیل نے گہری سانس لبوں سے خارج کی''دیکھیں آرزو میں جانتا ہوں کہ ہم جس بھی فیلڈ میں چلے جائیں جتنے بھی مضبوط کیوں نہ بن جائیں لیکن اپنوں سے جڑے جو ہمارے جذبات ہیں وہ ختم تو کیا کم بھی نہیں ہو سکتے۔''پھر وہ تھوڑی دیر کے لیے

رکا۔۔

"لیکن یہ پی اے ایف ہے یہاں آپ کی ایک چھوٹی سی غلطی آپ کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔اور آپ باحیثیت پائلٹ خود بھی ایئر فورس کے لیے بہت قیمتی ہیں۔" وہ بولتے بولتے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔

آرزو نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔"سر میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ اس طرح کی تو کیا کسی طرح کی بھی کوئی غلطی نہیں ہو گی" وہ پر اعتماد ہو کر بول رہی تھی۔

"اور ہونی بھی نہیں چاہیے آرزو یاد رکھیں کہ ہماری اولین ترجیح ڈیوٹی ہے سب جذبات ایک طرف لیکن جو ہمارا فرض ہے وہ ایک طرف۔۔اگر آپ کو صبح بھی کوئی بری خبر ملتی ہے اور آپکو ڈیوٹی بھی کرنی ہے تو یاد رکھیں آپ نے اپنے جذبات پر ایک جذبے کو فوقیت دینی ہے اور وہ جذبہ حب لوطنی ہے۔۔۔یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ

ہم اٹھتے ہوئے سورج سے ملاتے ہیں نگاہیں

ہم گزری ہوئی رات کا ماتم نہیں کرتے

آرزو نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا"میرے لیے سب سے پہلے میرا وطن ہے ایک فائٹر پائلٹ کی حیثیت سے میں ہمہ وقت تیار ہوں اپنے ملک کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے اور کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو میرے حوصلوں کو پست کر سکے"

اسکے لہجے اور لفظوں سے ہی اسکے احساسات کا انداز ہو رہا تھا۔ جزیل مسکرایا"ویسے صرف اس غلطی کے علاوہ اگر میں آپ کی فلائنگ دیکھوں تو آپ ایک اچھی پائلٹ ہیں۔بیسٹ اوف لک"وہ بولتا واپس مڑ گیا۔

آرزو اسے جاتا دیکھتی رہی۔"ویسے آپ اتنے برے بھی نہیں ہیں"

"نہیں نہیں وہ تو بہت اچھے ہیں"کسی نے پاس کھڑے ہو کر کہا تھا۔

"جی؟"آرزو نے عجیب طرح ثوبان کو دیکھا۔

"جی آپ نے کچھ کہا کیا؟"ثوبان ہاتھ باندھے اسی کے انداز میں بول رہا تھا۔آرزو نفی میں سر ہلاتی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

*--** --** --** --** --** --** --**

وہ دونوں لیپ میں بیٹھی سامنے میز پر رکھی کٹ کا جائزہ لے رہی تھیں۔پورے لیب

میں اسی طرح بڑی بڑی میزیں رکھی ہوئی تھیں اور اس کے گرد اسٹوڈنٹ بیٹھے اپنا اپنا ٹیسٹ کرنے میں مصروف تھے آج انہوں نے خود سے خود کا بلڈ گروپ ٹیسٹ کرنا تھا۔

لبابہ نے کٹ میں سے نڈل نکالی اپنی انگلی پر پنچ کی اور بلڈ سیمپل لے لیا یہ سب کام اس نے بہت ہی اطمینان سے کیا تھا۔ مشی جو اس کے پاس بیٹھی تھی اسے اتنے اطمینان سے یہ سب کرتے منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔

''لبابہ مجھ پر تو تمہارے خون کا پہلے ہی قرض ہے پیاری بہن آج بھی تم ہی دے دونا'' وہ بہت ہی معصومیت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

''وہ پہلا سمسٹر تھا اس لیے میں نے تم پر رحم کھا کر دے دیا تھا۔ چلو اب اپنا ٹیسٹ خود کرو اور ویسے بھی یہ اب ہمارا چوتھا سال چل رہا ہے اب تو عادت ہو جانی چاہیے ان سب چیزوں کی۔'' لبابہ اپنی انگلی ڈیٹول سے صاف کرتی بول رہی تھی۔

''پلیز نا'' وہ التجائی نگاہ سے لبابہ کو دیکھنے لگی۔

''یہ پوائنٹ میرے سمجھ نہیں آرہا ذرا ایک نظر دیکھنا تو'' لبابہ نے رجسٹر پر ایک سطر کی

طرف اشارہ کیا مشی انگلی رکھ کر اس کو دیکھنے لگی۔

اگلے ہی لمحے لبابہ نے اسکی انگلی سیدھی کر کے نڈل اس میں پیچ کر دی تھی۔خون کا فوارہ نکلا اور مشی اس جارحانہ حملے کے لیے تیار نہ تھی ایک دبی دبی چیخ اسکے منہ سے نکلی سامنے کھڑے پروفیسر نے ترشی نگاہ سے اسکی جانب دیکھا اور وہ زخمی نگاہوں سے لبابہ کو تکے جا رہی لگی۔

''تم ایسا میرے ساتھ کیسے کر سکتی ہو آج یہ کیا ہے کل میرا قتل کر دو کیا بھروسہ؟''وہ ایک نظر اپنی انگلی کو دیکھ رہے تھی تو دوسری لبابہ کو۔

''خون اپنا اپنا اب جلدی سیمپل لو نہیں تو کلوٹ بن جائے گا''وہ بولتی اسکی مدد کروانے لگی۔

مشی اپنے خون کے سیمپل کو دیکھے جا رہی تھی۔''اگر کوئی کہے کہ ایم بی بی ایس خون مانگتا ہے تو یقین کر لینا کیون کہ واقعی ایم بی بی ایس خون مانگتا ہے۔''وہ روہانسی انداز میں بول رہی تھی۔

لبابہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔''تمھیں پتا ہے نا تم پوری فلم ہو اور وہ بھی فلاپ''لیکن

مشی کے انداز میں فرق نہ پڑا لبابہ نے کونی ماری اسے ''سمائل نا''

مشی بھی مسکرادی پھر دونوں ٹیسٹ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

*__** __** __** __** __** __** __**

عمر گاڑی روکتے ہی فوراً اتر آیا پیچھے کا دروازہ کھولا وہ اپنی بیٹی کو آرام سے لے کر اتری عمر نے بیگ اسکے ہاتھ سے لیا۔

''امی جان اور نوفل کو بتادیا تھا کہ آج ہم آجائیں گے''؟ وہ گھر کا دروازہ کھولتی اپنی ساس اور سات سالہ بیٹے کا پوچھ رہی تھی۔

آج تیسرے دن وہ گھر آرہی تھی اور اسے ایسا لگ رہا تھا کہ پتا نہیں کب سے نوفل کو نہیں دیکھا۔ اور آج دل اس طرح سے خوش بھی نہیں تھا جس طرح ہونا چاہیے تھا دل میں ایک کسک سی تھی کہ ''کاش آج یہاں ویلکم کرنے کے لیے فرجاد موجود ہوتے جس طرح نوفل کی دفع میں تھے''۔

اسے وہ وقت یاد آیا جب وہ چھوٹے سے نوفل کو لے کر گھر میں داخل ہوئی تھی اور والہانہ انداز میں فرجاد نے اس کا استقبال کیا تھا اسنے سوچتے سوچتے گھر کو ایک نظر

دیکھا۔

''جی بتادیااور اندر آپ دونوں کا بے صبری سے انتظار کیا جارہا ہے۔''عمر متبسم لہجے میں بولتا آگے بڑھ گیا۔

فروا بھی آگے بڑھ گئی اسنے جیسے ہی صحن سے اندر جاتی راہداری میں قدم رکھا وہ دیکھتی ہی رہ گئی پوری راہداری میں پنک غبارے خوبصورتی سے لگے ہوئے تھے۔اور سامنے کی دیوار پر ویلکم ہوم کا پیارا سا بینر چسپا تھا۔

''یہ سب نوفل کا کیا تو نہیں لگ رہا''فروا حیرانگی سے دیکھتی بول رہی تھی کہ وہ سامنے کمرے سے باہر آیا اس کی گود میں نوفل تھا۔نوفل نے جیسے ہی فروا کو دیکھا تو ایک زوردار چیخ لگائی۔

''ویلکم ہوم ماما اینڈ سسٹر''وہ فرجاد کی گود سے اترتا بھاگتا ہوا آیا اور فروا سے چمٹ گیا۔ فروا نے ایک ہاتھ سے مریم کو سنبھالا ہوا تھا اور دوسرے سے نوفل کو پکڑا اور آنکھیں اس کی فرجاد کے چہرے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔

اسے لگا تھا کہ وہ اپنی چھٹیوں میں ہی آئے گا اور اس طرح اسے سامنے دیکھنا وہ اپنی

آنکھوں پر یقین نہیں کر پا رہی تھی۔وہ اسے دیکھتا مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اس نے فروا کی گود سے مریم کو لے کر اسکے ماتھے کا بوسا لیا اور فروا کو ساتھ لگایا۔

"آئی ایم سوری کہ میں وقت پر یہاں نہیں تھا۔" وہ اسے دیکھتا التفات سے بول رہا تھا۔

فروا اسے نم آنکھوں سے دیکھے جا رہی تھی۔"ابھی اندر آتے ہوئے میں یہی سوچ رہی تھی کہ آپ نے کس طرح نوفل کے آنے پر میرا ویلکم کیا تھا۔اور اندر آئی تو آپ اسی طرح حاضر تھے" پیاری سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر در آئی تھی۔

"آپ یاد کریں اور ہم حاضر نہ ہوں ایسے تو اب حالات نہیں" پیار سے بولتا وہ انہیں امی جان کے کمرے میں لے گیا۔

*__** __** __** __** __** __**

آج ان کی فلائٹ نہیں تھی۔آرزو اور وردہ کامن روم میں بیٹھی سامنے رکھی میز پر میپ پھیلائے آپس میں کچھ ڈسکس کر رہی تھیں اور ساتھ رکھے رجسٹر پر پوائنٹ لکھے جا رہی تھیں۔

"میرے خیال میں یہ پوائنٹس پہلے سر سے ڈسکس کر لیتے ہیں اس کے بعد پھر آگے کا

کام کریں گے۔" وردہ نے بول کر رجسٹر بند کر کے ایک طرف رکھا آرزو نے بھی اثبات میں سر ہلایا دونوں کامن روم سے باہر نکلیں اور آفس کی طرف بڑھ گئی۔

آج موسم کافی خوشگوار تھا احاطے سے گزرتے ہوئے اس نے اطراف کا جائزہ لیا وہاں کونوں میں کافی پودے رکھے ہوئے تھے۔

وردہ نے چلتے چلتے آرزو کی طرف دیکھا۔

"ہم یہاں اپنے گھر والوں سے اتنی دور ہیں لیکن پتہ ہے آرزو مجھے صرف یہ کمی شروع ہی میں لگی پھر اس کے بعد یہاں موجود ہر فرد مجھے اپنی فیملی کا حصہ لگنے لگا۔

یہاں سب بہت اچھے ہیں اگر میں سر فرجاد کی بات کروں تو کبھی وہ ڈانٹتے بھی ہیں تو ایسا لگتا ہے کوئی بڑا بھائی سمجھا رہا ہے۔ سر ثوبان کو تو تم نے دیکھا ہی ہے انکی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہم سب کا موڈ خوشگوار رکھیں۔ لیکن پتا ہے اپنی ڈیوٹی وہ اس طرح کرتے ہیں کہ سنیرز کو شکایت کا موقع نہیں دیتے۔"

وردہ بول ہی رہی تھی کہ آرزو یکدم چلتے چلتے رکی "اور سر جزیل؟" وردہ رک کر اس کی طرف پلٹی اسے لگا وہ جزیل کے غصّے سے ڈر گئی اس لیے پوچھ رہی ہے کیونکہ اس کی

پہلی فلائٹ کے ساتھ جو ہوا اس واقعے سے وہ سب ہی واقف تھے۔

''سر جزیل کی تو سب مثالیں دیتے ہیں جس مشن پر بھی گئے اسے بخوبی پورا کیا ہے۔اور وہ ہم سے بھی اسی طرح کی امید رکھتے ہیں اسی لیے ہماری ہر غلطی پر ہمیں احساس دلاتے ہیں کہ ایسا آئندہ نہ ہو۔۔لیکن اگر تم انہیں فارغ اوقات میں ہمارے ساتھ دیکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ وہ اتنے سخت بھی نہیں ہیں'' وردہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔وہ دونوں پھر چلنا شروع ہو گئی تھیں۔

''مس خواہش'' پیچھے سے کسی نے آواز دی تھی۔آرزو جانتی تھی کہ وہ اسی کو بلا رہا ہے لیکن وہ رکی نہیں تاکہ وہ نام ٹھیک لے۔اور وردہ وہ منہ نیچے کئے مسکرائے جا رہی تھی۔

ثوبان جو اسے ہی بلانے کے لیے نکلا تھا اسے وہ دونوں سامنے ہی نظر آ گئیں تھیں۔

''مس تمنا'' اس بار ثوبان کی آواز پر آرزو پلٹی۔۔''آرزو'' اسنے تصحیح کی تھی۔

''جی لیکن آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آرزو کی جگہ یہ الفاظ استعمال کروں'' وہ انتہائی مہذبانہ انداز میں بولا تھا۔

''آپ کو کوئی کام تھا؟'' آرزو نے ہاتھ باندھے طول کلامی سے بچتے ہوئے کہا۔

''جی مس ارمان ونگ کمانڈر جہانزیب آپ کو بلا رہے ہیں''ثوبان کی بات پر آرزو فوراً انکے آفس کی جانب بڑھ گئی۔

''یہ کیا تھا سر؟''وردہ جو اتنی دیر سے مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اب دل کھول کر مسکرادی تھی۔

''مجھے لگتا ہے وہ اپنا گھر مس کر رہی ہیں تو یہاں انکا دماغ چاق و چوبند رکھنا بہت ضروری ہے''وہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندھے کھڑا تھا۔

''اس طرح؟''وردہ نے حیرت کا مظاہرہ کیا۔

''ہاں اسی طرح''ثوبان کندے اچکاتا چلا گیا۔

*__** __** __** __** __** __**

ابھی ابھی ہسپتال کے وزٹ سے فارغ ہو کر وہ باہر نکلی تھی۔ مشی تو جا چکی تھی لبابہ شوفر کا انتظار کر رہی تھی گرمی کی شدت کی وجہ سے اسنے لیب کوٹ ہاتھ ہی میں لیا تھا چہرے کے گرد سفید سکارف تھا۔ایک چودہ پندرہ سال کا بچہ اسکے پاس آیا۔

اس بچے کے ہاتھ میں بہت سے پھول تھے۔لبابہ نے اسکا جائزہ لیا وہ پھول بیچنے والا لگ

رہا تھا۔

اسنے بیگ آگے کیا پیسے نکالنے کے لیے مگر اس سے پہلے اس بچے نے اسکے ہاتھ میں ایک خوبصورت سا گل دستہ بڑھا دیا۔

"کتنے کا ہے؟" وہ مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔

"آپ کے لیے ہے" وہ بچہ بھی جوابی مسکرایا اور اسکے ہاتھ میں تھما کر بھاگ گیا۔

"ارے پیسے تو لو" لبابہ نے آواز لگائی لیکن وہ پلٹا نہیں۔

اسنے گل دستہ الٹ پلٹ کیا "ایسے تو نہیں لینا چاہیے" وہ اسے دیکھتی سوچ رہی کہ اسکے موبائل کی بیپ بجی اسنے دیکھا تو میسج تھا۔

"غلیباً آپ کو پھول بہت پسند ہیں۔" نمبر انجان تھا اسنے وہ گل دستہ لے جا کر ایک کونے میں رکھ دیا۔ اور واپس آ کر کھڑی ہو گئی۔ البتہ غصّے کے تاثرات اسکے چہرے سے ہی نمایاں تھے۔

*__** __** __** __** __** __**

وہ تھکی ہاری ابھی گھر آئی تھی۔ سی وی ای میل کرنے کے باوجود وہ آج خود بھی دو تین

جگہ وزٹ کرنے گئی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک دن بھی ضایع ہو اور اسے ایک دو جگہ سے انٹرویو کے لیے اگلے دن ہی بلا لیا گیا تھا۔

اسنے ایک نظر ڈرائنگ روم کو دیکھا جہاں چائے کی پیالی اور ناشتے کا سامان رکھا ہوا تھا جسے حفصہ اٹھا رہی تھی۔

"کوئی آیا تھا کیا؟" اسنے کمرے میں آکر پلوشہ سے پوچھا۔

"جی ماموں جان عرف آپ کے ہونے والے سسر آئے تھے" وہ ڈسٹنگ کرتی عجیب طرح سے بولی تھی۔

"خیریت؟ کسی کام سے آئے تھے یا صرف ملنے؟" زمل اپنا بیگ اور چادر ایک طرف رکھتی پوچھ رہی تھی۔

"آپ کو پتا تو ہے وہ جب آتے ہیں صرف اپنا احسان عظیم یاد دلاتے ہیں جو انہوں نے بچپن میں ہم پر کیا آپ سے رشتہ کر کے جیسے ہم بھوک کی کمی سے نہ مرتے بلکہ رشتے کی قلت سے مر جاتے" وہ ہنکاری تھی۔

"بول رہے تھے کہ کیا ضرورت تھی اسکول کی نوکری چھوڑ کر یوں دھکے کھانے کی؟

اور ہم سے پوچھنا تو چاہیے تھا کم سے کم بتاتی تو لیکن نہیں ایک فون نہیں کرتی زمل ہمیں۔۔"

پلوشہ اپنے ماموں کی نقل کرتے ہوئے بول رہی تھی۔زمل ایک طرف بیٹھ کر صرف اسے سن رہی تھی۔

"میں کہتی ہوں آپی آپ میں کیا کمی ہے؟آپ اور امی کیوں انکی سنتے ہیں؟اور وہ ظفر بھائی(زمل کا منگیتر)وہ کہیں سے بھی آپ کے لائک نہیں ہے۔ناں ہی پڑھے لکھے نہ بول چال"

پلوشہ کی اس بات پر زمل کی بس ہو گئی تھی اسنے غصّے سے دیکھا اسے۔"بس پلوا گر میں تمہاری بات سن رہی ہوں تو یہ مطلب نہیں کہ کچھ بھی بولو ہاں احسان ہے ان کا ہم پر۔۔ہم پانچوں بہن بھائی کتنے چھوٹے تھے جب ابو ہمیں اور ہماری امی کو تن تنہا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔اس وقت کوئی ددھیالی ناں ننیالی رشتے دار آگے بڑھا بس ماموں ہی تھے جن ہونے آگے بڑھ کر ہمارے سروں پر ہاتھ رکھا۔"بولتے بولتے زمل کا سانس پھولنے لگا تھا۔

"لیکن آپی انہونے کبھی اس سے زیادہ کوئی مدد امی کی نہیں کی امی نے ہی نوکری کر کے

ہمیں پالا ہے کبھی فیکڑی میں کبھی کہیں اور اب آپ نے سنبھال لیا سب تو پھر؟ آپی ابھی بھی وقت ہے منع کر دیں اس رشتے کے لیے وہ۔۔وہ آپ کے قابل نہیں ہیں۔'' پلوشہ اسکے پاس بیٹھتی بول رہی تھی۔

''تم کیوں میرا دل خراب کرتی رہتی ہو پلو تم جانتی ہو میں نے اس رشتے کو دل سے قبول کر لیا ہے۔اب اس طرح کی باتیں کر کے میرا دل خراب نہیں کیا کرو'' وہ چڑے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

''میں چاہتی ہوں میری بہن اپنے لیے اسٹینڈ لیں اور آگے بڑھیں کیوں کہ میری شہزادی سی بہن کے لیے کوئی شہزادہ ہی ہونا چاہیے جو۔۔جو آپ کی ہر خواہش پوری کرنے کے قابل ہو'' وہ زمل کا ہاتھ پکڑ کر بولی تھی۔زمل پھیکا سا مسکرائی۔

''نہ تو میں شہزادی سی ہوں نہ ہی مجھے کسی شیزادے کی چاہ ہے۔میں ایک پریکٹیکل لڑکی ہوں اور مجھے اتنا بھروسہ ہے کہ جو مجھے چاہیے ہو گا میں اپنی صلاحیت سے حاصل کر لو نگی اسکے لیے مجھے کسی شہزادے کی ضرورت نہیں پڑے گی'' زمل نے اسکے گالوں پر تھپکی دی اور اٹھتی فریش ہونے چلی گئی۔

*__** __** __** __** __** __**

فرواجو فرجاد سے کھانے کا پوچھنے آئی تھی۔وہ ہاتھ باندھے دروازے سے ٹیک لگا کر ہی کھڑی ہو گئی۔

سامنے بیڈ پر فرجاد بیٹھا کیری کوٹ میں لیتی مریم کو ٹوائزد کھاتا اس سے باتیں کر رہا تھا اور مریم کی کھلکھلاہٹ کی آواز صاف واضح تھی ایسی کھلکھلاہٹ تو فروا نے ان تین دنوں میں بھی نہیں سنی تھی۔

وہ بھی وہیں جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔کچھ دیر تو وہ دیکھتی رہی پھر کھنکھار بھرتے ہوئے بولی۔

''ویسے آپ کے خلاف ایک رپورٹ درج ہوئی ہے اور وہ بھی بہت ہی سنگین نوعیت کی''اس نے بہت ہی سنجیدگی سے کہا تھا۔

فرجاد نے مسکراتے ہوئے فروا کو دیکھا۔''اچھا میں تو نہایتی معزز شہری ہوں میرے خلاف کس نے رپورٹ درج کروادی؟۔''

''آپ کے صاحب زادے نے''فروا نے مریم کو گود میں لیتے ہوئے کہا۔

''اچھا ذرا رپورٹ پڑھ کر تو سنائیں''وہ ہاتھ باندھے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

''جی تو رپورٹ کچھ یوں ہے کہ۔۔بابا جب سے آئیں ہیں صرف مریم کے ساتھ کھیل

رہے ہیں مجھے وقت ہی نہیں دے رہے۔۔پہلے تو آتے ہی میرے ساتھ سائیکل چلاتے تھے کبھی کرکٹ کھلتے تھے۔اب ٹھیک ہے میں بھی بابا سے نہیں کھیلوں گا" وہ نوفل کے انداز میں ہی بول رہی تھی۔

"جی تو بتائیں اب کیا سزا دی جائے" وہ مسکراہٹ دبائے بولی تھی۔

"ہمم معاملہ تو سنگین ہے۔اب تو ملزم کی سزا مظلوم ہی بتائے گا۔۔ویسے ہیں کہاں جناب؟" وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولا۔

"اپنے کمرے میں بیٹھے دادو سے لاڈ اٹھوا رہے ہیں" فروا اور فرجاد دونوں ہی اسکے کمرے میں ساتھ گئے جہاں وہ امی جان کی گود میں سر رکھ کر لیتا ہوا تھا۔فرجاد اسکے پاس جا کر بیٹھا تو اس نے منہ اور بگاڑ لیا۔

"فرجاد میرا پوتا تم سے ناراض ہے ابھی بالکل بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہے" امی جان نوفل کے سر پر ہاتھ پھرتی لاڈ سے بولی تھیں۔

"بھئی میں تو آپ کے پوتے کے لیے بہت اچھا سا گفٹ لے کر آیا تھا لیکن اب تو لگتا ہے یہ مجھے مریم کو ہی دینا پڑے گا" فرجاد نے افسوس کا مظاہرہ کیا۔

نوفل فوراً اٹھ کر بیٹھا"گفٹ اچھا کیا ہے؟"اسکے چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔

فرجاد نے پیچھے کیے ہوئے ہاتھ آگے کیے جس میں جہاز کا ایک پیارا سا ماڈل تھا۔

نوفل نے خوش ہو کر وہ جلدی سے تھاما اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا"اف آئی ایم ناٹ رانگ تو یہ جے ایف سیونٹین تھنڈر ہے؟"

فرجاد نے اثبات میں سر ہلایا"ہاں یہ jf-17 thunder ہے دی پرائڈ اوف پاکستان"(پاکستان اینڈ چائنہ جوائنٹ وینچر)

نوفل کے کمرے میں جگہ جگہ اسی طرح کے ماڈل رکھے ہوئے تھے ساتھ اسنے خود جہازوں کی ڈرائنگ بھی بنا کر دیواروں پر لگائی ہوئی تھیں۔

نوفل چھلانگ مارتا آکر بابا کی گود میں بیٹھ گیا جو ناراضگی ختم ہونے کا اشارہ تھا۔"بابا یہ F-16 سے بھی اچھا ہے نا؟"وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں یہ F-16 سے بھی اچھا ہے پہلی بات تو اس لیے کیوں کہ اس کے کچھ پارٹس پاکستان میں ہی بنیں ہیں اور دوسری بات اسکی وپیرنگ پاور اور ریڈار سسٹم زیادہ ایڈوانس ہیں۔"وہ جیٹ کے ماڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھا رہا تھا۔امی جان اور فروا

دونوں باپ بیٹے کی جہاز بھری باتیں سنتی محظوظ ہو رہیں تھیں۔

''پھر تو میں بڑا ہو کر یہ ہی چلاؤ نگا'' وہ پر جوش ہو کر بول رہا تھا۔

''ہاں ہاں بالکل۔۔ لیکن پہلے یہ تو بتاؤ ذرا بابا سے دوستی ہو گئی نا؟ ہاٹ راڈ نوفل'' اسنے ہاتھ کا مکا بنا کر آگے کیا۔ نوفل نے جھٹ سے اپنے بھی ہاتھ کا مکا بنا کر اسکے ہاتھ پر مارا اور گلے لگ گیا۔ ''ای لو ویو بابا''

''آئی لو ویو ٹو۔۔ اچھا چلو یہ تو بتاؤ کون زیادہ اچھا ہے بابا یا ماما؟'' وہ اسکے گرد بازو حائل کرتے ہوئے بولا۔

''بابا میرے سمجھ نہیں آتا یہاں سب ایک کو دوسرے کمپیئر کیوں کرتے رہتے ہیں؟ بابا اچھے یا چاچو۔۔ ماما اچھی یا نانو؟۔۔ پتا ہے میری ٹیچر کہتی ہیں کہ کبھی بھی ایک دوسرے سے موازنہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح صرف نفرت ہی بڑھتی ہے۔ ہر انسان اپنی ایک خوبی لے کر دنیا میں آتا ہے اور ہم کس طرح ایک کی خوبی کو دوسرے پر مسلط کر سکتے ہیں؟'' وہ تھوڑی دیر کے لیے رکا سب اسے ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

''اور میں آپ سب سے آپ سب کی خوبیوں اور خامیوں سمیت پیار کرتا ہوں''اس نے جیسے اعلان کیا تھا اس کی بات پر سب ہی ہنس دیے۔

''نوفل نے تو آج بہت ہی اچھی بات کی ہے اور آئندہ اس گھر میں کوئی کسی کو کسی سے کمپیئر نہیں کرے گا''فرجاد نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیکھ لیں ماما اب آئندہ اگر کسی کے نمبر مجھ سے اچھے آجائیں تو یہ مت کہیے گا کہ دیکھا نوفل یہ تم سے زیادہ اسمارٹ ہے''وہ آنکھیں مٹکاتا بول رہا تھا۔

فروا نے اسکے گال کھینچے ''بدمعاش''

''اچھا سنیں بھائی بھابی آئے ہوئے ہیں تو کل امی کے گھر ڈنر پر بلایا ہے انہوں نے۔۔اور آپ نے بتایا نہیں آپ واپس کب جائیں گے؟''آخری بات اسنے آہستگی سے کہی تھی۔

''کل چلیں گے لیکن اس سے پہلے ہمیں حنیف ہاؤس جانا ہے۔۔اور میں نے کہا بھی ہے مجھ سے واپسی کا نہیں پوچھا کرو''وہ نوفل کو گود سے اترتا ہوا بول کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

*__** __** __** __** __** __**

شور کوٹ کینٹ پر رات کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔آسمان ستاروں سے منور تھا۔ وہ گاڑی سے اتر کر گھر کی طرف بڑھا تھا کہ اسے وہ نظر آئی سیڑیوں پر بیٹھی ہاتھ میں کافی کا مگ لیے آسمانوں کو تکتے ہوئے۔

وہ دبے پاؤں گیا اور اسکی آنکھوں کے سامنے جا کر چٹکی بجائی تو وہ سیدھی ہوئی ''کیا دیکھا جا رہا ہے؟''وہ بھی وہیں اسکے پاس بیٹھتا پوچھ رہا تھا۔

''آپ کی یاد میں تارے گنے جا رہے ہیں فلائٹ لیفٹیننٹ ولی صاحب''رومیسہ نے آسمانوں کی طرف دیکھا پھر اسنے ایک گہری سانس خارج کی ''مجھے تو لگتا ہے کہ میری قسمت میں اب آپ کا انتظار کرنا ہی لکھا ہے''اس نے بجھے انداز میں کہا تھا۔

''ہمم۔۔لیکن آپ کی قسمت میں تو ہم ہی لکھ دیے گئے ہیں وہ بھی پورے کے پورے''اسنے ہنستے ہوئے کہا اور اسکے ہاتھ سے کافی کا مگ لے لیا''اور ہماری قسمت میں یہ ادھوری کافی''۔۔

''آپ۔۔آپ ہمیشہ یہ ہی کرتے ہیں''رومیسہ شکایتی نگاہ سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''کیا ہو گیا آج پہلی بار تو لی ہے تمہارے ہاتھ سے کافی'' ولی کے چہرے پر فکر کے تاثرات نمایا ہوئے۔

''اوہو میں اس کی بات نہیں کر رہی آج آپ نے کہا تھا ہم ڈنر باہر کریں گے آج ہماری شادی کو ایک مہینہ پورا ہوا ہے آخر۔۔اب آپ کہیں گے دیر ہو گئی جائیں گے کب پھر آئیں گے کب؟اور میں نے نہیں بنانا گھر میں کچھ'' وہ روہانسی ہوئی۔۔

''بس اتنی سی بات تو چلیں جناب آج ہم آپ کو اپنے ہاتھوں سے ڈنر بنا کر کھلائیں گے''

ولی کی بات پر اسنے خوشی سے اس کی شکل دیکھی۔''آپ کو کھانا بنانا آتا ہے؟''اسے اپنا فیوچر بھی روشن روشن دکھائی دینے لگا کہ اسکا موڈ نہیں ہے بنانے کا اور وہ اپنے ہاتھ سے بنا کر کھلا رہا ہے۔

''ہاں جناب ہم تو آل راؤنڈر ہیں۔۔املیٹ،انڈا گھوٹالا اور انڈے آلو کا سالن،سوپ اور سینڈوچ بھی'' وہ فخریہ انداز میں بتا رہا تھا۔

رومیسہ جو بریانی کڑھائی جیسے ناموں کی امید کر رہی تھی۔اسنے کڑوا سا منہ بنایا۔''لگتا ہے

جناب کو خوب انڈے ملے ہیں اسکول لائف میں اس لیے اسکے علاوہ کچھ اور آتا ہی نہیں۔۔ لیکن میں ایک مہینہ پورا ہونے کی خوشی منا رہی ہوں صفر نہیں جو انڈے کھاؤں۔۔ آپ کو ہی مبارک۔" وہ بولتی پاؤں پٹختی اندر چلی گئی۔

ولی اسے جاتا دیکھ کر ہسنے لگا پھر اسنے موبائل نکال کر کھانا آرڈر کیا۔

*__** __** __** __** __** __**

وہ بس سے اترتی تیز تیز چلتی آگے بڑھ رہی تھی۔اسے آرٹ انسٹی ٹیوٹ اور ایک دو اسکول سے انٹرویو کے لیے کال آئی تھی۔اسنے پہلے آرٹ انسٹی ٹیوٹ میں جانے کا سوچا کیوں کہ اسے خود بھی آرٹ سے لگاؤ تھا اور یہاں کا سیلری پیکج بھی اچھا تھا۔

وہ کافی بڑا انسٹی ٹیوٹ تھا۔اندر آتے ہی لان جہاں جگہ جگہ اسٹوڈنٹ بیٹھے نظر آرہے تھے سامنے بلڈنگ تھی۔وہ اندر جا کر آفس کا پتا پوچھتے پوچھتے جا رہی تھی اسے سب شاگرد ہی سمجھ رہے تھے۔

آفس چوتھی منزل پر تھا۔اسنے زینے پر کھڑے ہو کر اوپر دیکھ کر گہری سانس لی وہ گولائی میں بنا زینہ تھا ہر فلور پر زینے سے ٹیک لگائے لڑکے لڑکیاں کھڑے تھے یہاں

سے اسے بہت سے سر اور زینے سے ٹکائی کونیاں نظر آرہی تھیں وہ تیز تیز زینہ چلتی اوپر چلی گئی۔

وہ چوتھی منزل پر پہنچی ہی تھی کہ سامنے اسے آفس نظر آیا وہ جلدی سے آگے بڑھی کہ دوسری طرف سے دو لڑکیاں آپس میں باتیں کرتیں ساتھ موبائل میں مصروف اسکے پاس سے گزرتی زینے کی طرف بڑھ رہیں تھیں کہ ان میں سے ایک کا کندہ زمل کے کندے سے ٹچ ہوا اور زمل کا بیگ اور فائل نیچے گر گئے۔

"ایک تو آج کل جسے دیکھو موبائل میں منہ دیے چلتا چلا آتا ہے" زمل نے اپنی گری فائل اور بیگ ایک جھٹکے سے اٹھایا جو زینے سے ٹیک لگا کر کھڑے لڑکے کو جا لگا۔

وہ جو موبائل استعمال کرنے میں پوری طرح مگن تھا۔بیگ کونی پر لگنے سے اسکے ہاتھ میں لیا موبائل ایک جھٹکے سے اس سے چھوٹا تھا۔اور زینے سے ٹکراتا وہ زمین پر جا گرا سب نے مڑ مڑ کر موبائل دیکھا پھر سب کی نظروں کا زاویہ بدلہ سب نے افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی۔

"ایک ہفتے میں دوسرا موبائل" ارسل کا دل خون کے آنسوں رویا تھا۔اسنے پلٹ کر اس مجرم کی طرف جو فائل میں کاغذات ترتیب سے رکھنے میں مصروف تھی۔

''محترمہ ذرا ادھر بھی نظرے کرم کرلیں آپ کی وجہ سے۔۔''اسکے اتنا ہی کہنے پر زمل نے پلٹ کر اسے دیکھا۔اور وہ اسے دیکھ دنگ رہ گیا وہ کیسے بھول سکتا تھا اسے وہ جس نے اسکا نیا موبائل توڑا تھا اور اب۔۔دوسرا بھی اور ویسے بھی وہ اسی حلیے میں تھی۔وہ ہی کالی چادر۔۔

ارسل نے ایک زخمی نظر اس پر ڈالی

''آپ کی میرے موبائل سے کوئی خاص ذاتی دشمنی ہے کیا؟ یہ آپ میرا دوسرا موبائل توڑ چکی ہیں محترمہ زمل نور خان''

''بات کرنے کا اچھا بہانہ ہے لیکن مسٹر آج سے پہلے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا پھر یہ دوسرے سے کیا مطلب ہے؟۔۔اور آپ نام لے کر ظاہر کیا کرنا چاہتے ہیں؟ وہ تو کسی طرح بھی پتا کیا جا سکتا ہے اور ویسے بھی انسان کو موبائل استعمال کرنا چاہیے نہ کہ موبائل کو انسان جسے دیکھو وہ اس میں اس طرح گھم ہے کہ ارد گرد کیا چل رہا ہے کچھ خبر ہی نہیں''وہ غصّے سے بولتی آگے بڑھ رہی تھی کہ ارسل کی بات پر رکی۔۔

''اچھا ایسا ہے مطلب آپ کو یاد نہیں پھر تو آپ اپنی اسکیچ بک بھی بھول جائیں جو اسکول میں گر گئی تھی''وہ بولتا زینے کی طرف بڑھ گیا۔

اسکیچ بک کے نام پر زمل کو یاد آیا وہ کب سے اسے ڈھونڈ رہی تھی۔"میری اسکیچ بک آپ کے پاس؟"وہ بول رہی تھی لیکن وہ کان بند کرتا آگے بڑھ گیا۔

"ذامڑا"وہ اپنے پختون لہجے میں بڑبڑاتی آفس کی جانب بڑھ گئی۔

*__** __** __** __** __** __**

فروافرجاد بچوں کے ساتھ حنیف ہاؤس میں داخل ہوئے تھے۔وہ ایک شیلٹر ہوم تھا۔ جس کی بنیاد فرجاد کے والد حنیف صاحب نے رکھی تھی ایک این جی او کے ساتھ مل کر جہاں یتیم بچے رہائش پذیر تھے۔اور وہیں انکا اسکول بھی بہت طریقے سے بنایا گیا تھا۔

پہلے حنیف صاحب کے انتقال کے بعد انکی بیوی دیکھتی تھیں۔اور پھر جب فرجاد کی شادی ہوئی تو فروا نے سنبھال لیا۔فرجاد اور عمر دو ہی بھائی تھے۔

وہ بہت ساری چیزیں لے کر آئے تھے بچوں کے لیے وہ سب بچے چیزیں لے کر اور مریم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے سب باری باری اسے گود میں لیتے اس سے کھیل رہے تھے۔نوفل تو اکثر وہاں جاتا تھا اسے سب ہی جانتے تھے۔

*__** __** __** __** __** __**

وہ لاؤنج میں کتاب ہاتھ میں پکڑے بیٹھی سامنے دیکھتی جیسے کسی غیر مرئی نقطے پر غور کر رہی تھی۔ دماغ ایک ہی بات پر اٹکا ہوا تھا کہ آخر وہ کون ہے جو اس طرح اسے پھول بھی بھیج رہا ہے میسج بھی کر رہا ہے کل بھی وہ بچہ آیا تھا اور آج بھی۔۔ اسکے دماغ میں ایک شخص کا خاکہ بن رہا تھا۔ لیکن اسنے اپنی سوچوں کو جھٹکا اسے شیشے کے دروازے سے راحت پھوپھو اپنی بیٹھی نازو کے ساتھ آتی دکھائی دیں۔

''اسلام و علیکم کیسی ہیں پھوپھو؟''لبابہ کھڑے ہو کر بہت ہی اپنائیت سے پوچھ رہی تھی۔

وہ اس سے مل کر صوفے پر بیٹھتی اپنی چادر ایک طرف رکھ رہی تھیں۔''ہاں بھئی ہم نے سوچا کہ تم لوگ تو آتے ہی نہیں اپنی اکلوتی پھوپھو کی خیر خیریت پوچھنے ہم ہی حال احوال پوچھ آئیں''وہ شکایتی انداز میں بول رہی تھیں۔

''ایسا نہیں ہے پھوپھو آپ تو جانتی ہیں کہ وقت نہیں ملتا۔''وہ صفائی دینے والے انداز میں گویا ہوئی۔

''ارے رہنے دو ہماری نازو بھی تو پڑھ رہی ہے۔ لیکن پھر بھی وقت نکال لیتی ہے ہمارے ساتھ کہیں جانے کے لیے''ان کی بات پر لبابہ نے ایک نظر نازو کو دیکھا تھا وہ

اپنے نام کی طرح ہی تھی ناز نخرے والی ابھی بھی وہ ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں جمائے بیٹھی شانِ بے نیازی سے ارد گرد کا جائزہ لے رہے تھی۔

"دانیہ نظر نہیں آرہی" انہونے کچن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی مما فاطمہ کے ساتھ گھر کا سامان لینے گئی ہوئی ہیں آتی ہی ہونگی" لبابہ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

عریش جو ابھی نیچے آیا تھا ان پر نظر پڑتے ہی وہ سلام کرنے آگے بڑھا مگر پھر اُس کی نظر پاس بیٹھی ناز و پر پڑی۔ "ایک تو نخریلی اوپر سے پھوپھو کی بیٹی" وہ منہ بسورتا واپس پلٹ رہا تھا کہ راحت پھوپھو کی نظر اس پر پڑی۔ "کہاں جارہے ہو پھوپھو سے سلام دعا بھی نہیں کروں گے؟"

"جی پھوپھو آپ کے لیے ہی پانی لینے جارہا تھا" اسنے جیسے بات بنائی۔

"ہاں ہاں پانی لے آؤ سر بھی آج بھاری بھاری ہو رہا ہے" وہ سر تھامے بولیں۔

"کیا ہوا خیریت پھوپھو طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" لبابہ انکے سامنے بیٹھی۔ عریش بھی فوراً پانی لے آیا۔

''کچھ نہیں بیٹا بس ذرا سر میں درد ہو رہا ہے پین کیلر ہو تو دے دو'' وہ چہرے سے ہی تھکی تھکی لگ رہی تھیں۔

وہ بھاگتی ہوئی گئی اور جا کر بلڈ پریشر اور شوگر ٹیسٹ کرنے کی مشین لے آئی۔

''یہ کیا کر رہی ہو؟'' وہ فکر مندی سے اسے دیکھتی بولی تھیں۔

''آپ آرام سے بیٹھیں کچھ نہیں میں شوگر اور بلڈ پریشر چیک کر رہی ہوں''۔ لبابہ نے مشین میں دیکھا تو بلڈ پریشر بڑا ہوا تھا۔

''آپ کا بی پی تو بڑا ہوا ہے۔۔ دوائی لے رہی ہیں یہ کوئی؟'' اس نے نازو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

نازو نے نفی میں سر ہلایا ''نہیں امی تو کوئی دوائی نہیں لے رہیں''۔

اسنے باکس میں سے ایک میڈیسن نکالی اور ساتھ پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا ''یہ میں ابھی کے لیے دے رہی ہوں تاکہ آپ کا بی پی نارمل پر آئے لیکن آپ آج ہی ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنے ٹیسٹ کروائیں اور دوائی لیں'' وہ پیار سے انہیں سمجھا رہی تھی۔

''ارے اگر اس سے ہی آرام آجاتا ہے تو یہ ہی دے دو ہمیں ہم یہ ہی کھا لیا کریں گے''

وہ دوائی منہ میں رکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"بالکل بھی نہیں آپ جائیں ڈاکٹر کو دکھائیں اور وہی دوائی لیے گا جو وہ لکھ کر دیں"
لبابہ سامان ایک رکھتی انکے پاس صوفے پر بیٹھتی بول رہی تھی۔

"ڈاکٹروں کا تو کوئی اور کام نہیں ہوتا وہ بس بل بناتے ہیں۔ ٹیسٹ کرواتے ہیں اور ڈھیر دوائیاں دے دیتے ہیں انہیں ہم سے زیادہ پیسے بنانے میں دلچسپی ہوتی ہے ہمیں نہیں جانا اور ویسے بھی ہماری ناز و گوگل پر ہماری ہر تکلیف کے بارے میں پڑھ کر ہمیں بتا دیتی ہے" وہ فخریہ انداز میں بولی تھیں ناز و کا ناز سے سر بلند ہوا۔

ہاں بالکل صحیح کہہ رہی ہیں ابھی ایک ہفتے پہلے کی بات ہے میرے بھی کان میں درد تھا اور ڈاکٹر نے لے کر اتنی دوائیاں دے دیں" عریش بظاہر تو پھوپھو کی حمایت میں بول رہا تھا۔ لیکن اس نے جیسے لبابہ کی مشکل آسان کر دی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ان سے بحث نہیں کرے گی۔

"اچھا ایک بات تو بتاؤ ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے تم نے گوگل کرنا شروع کر دیا تھا اور پھر کیا کہا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟۔

pseudomonas aeruginosa...

اور نکلا کیا تھا؟ٹونسلس۔۔اور اس کی صحیح دوا ملنے پر ہی تمہارے کانوں کا درد بھی ٹھیک ہو گیا تھا" وہ بغیر سانس لیے بول رہی تھی۔

"آج کل جب تم لوگ ہر چیز کا علاج گوگل پر ہی ڈھونڈ لیتے ہو تو ایک کام کیا کرو نا سرجری کے لیے ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہو؟وہ بھی

DIY

کر لیا کرو

..Do it yourself...

میں مانتی ہوں کہ پانچوں انگلیاں جس طرح برابر نہیں ہوتیں اسی طرح ہر ڈاکٹر بھی ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔۔کچھ کرتے ہوں گے پیسوں کے لیے بھی ایسا لیکن کچھ ہمارے جیسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی جان صرف اس لیے مار رہے ہوتے ہیں کہ کل کو وہ کسی کی جان بچا سکیں۔ڈاکٹر ایک نوبل پروفیشن کے ساتھ ساتھ سٹریس فل بھی ہے۔

صبح شام رات کوئی بھی وقت ایسا ہو سکتا ہے کہ ہمیں ایمرجنسی میں ہاسپٹل جانا پڑے

چاہے ہماری پرسنل لائف میں کچھ بھی چل رہا ہو۔۔۔

صرف ہمارے ایم بی بی ایس کے لیے چھ سال کافی نہیں ہوتے ہمیں اس سے آگے پی جی (پوسٹ گریجویشن) بھی کرنا ہوتا ہے۔ پوری زندگی لگ جاتی ہے ان ہی مرحلے میں نا کہیں آنا نہ کہیں جانا۔ لیکن ان سب کے باوجود بھی اگر کوئی مجھ سے بولے کہ تمہیں چوائس دی جاتی ہے کہ ڈاکٹر بن جاؤ یا پھر کہیں باہر جا کر سیٹل ہو جاؤں زندگی ایش سے گزارو تو تب بھی میں یہی کہوں گی کہ مجھے ڈاکٹر ہی بننا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر میرا پروفیشن نہیں میرا پیشن ہے۔'' وہ پہلی بار اس طرح بول رہی تھی اور سب ٹک ٹکی باندھے اسے سن رہے تھے۔

*__** __** __** __** __** __**

کھانا خوش گوار موڈ میں کھایا گیا۔ کھانے کے بعد فروا کے امی ابو بھائی اور فرجاد وہیں صوفے پر براجمان باتوں میں مصروف ہو گئے۔

جبکہ فروا اپنی بھابی کی مدد کرواتی ڈائننگ ٹیبل سے برتن کچن میں رکھوا رہی تھی۔

اسکی بھابی برتن دھونے لگیں تو وہ بھی ساتھ ہی کھڑی ہو گئی۔ دونوں یہاں وہاں کی

باتیں کرتیں کچن سمیٹ رہی تھیں۔

انکو ڈرائنگ روم سے کسی کے آنے کی اور پھر باتیں کرنے کی آوازیں محسوس ہوئیں۔

''لگتا ہے شیرین آئی ہے''فروا نے آواز پہچانتے ہوئے کہا۔وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتی کہ وہ خود ہی آگئی۔

''سیریسلی فروا میں کچھ اور مانگ لیتی تو شاید وہ بھی مل جاتا۔میری اتنی خواہش ہو رہی تھی تم سے ملنے کی اور دیکھو میری خواہش پوری ہو گئی اور آج تو فرجاد بھائی سے بھی ملاقات ہو گئی اور ہاں بہت بہت مبارک فیملی مکمل ہونے کی بیٹی بہت پیاری ہے''وہ فروا کو ساتھ لگائے بولے جا رہی تھی۔

''شکریہ بہت بہت اور واقعی دل تو میرا بھی بہت کر رہا تھا تمھیں دیکھنے کا اب بتاؤ کیسی ہو گھر میں سب کیسے ہیں؟''وہ اپنی کزن کو پیار سے دیکھتی بول رہی تھی۔

''ہاں سب مزے میں مجھے تم یہ بتاؤ بھائی کے بغیر کیسے رہ لیتی ہو ساتھ کیوں نہیں چلی جاتی؟''وہ کسٹرڈ کا چمچ منہ میں رکھتے ہوئے بول رہی تھی جس کا پیالہ ابھی فروا نے اس کی جانب بڑھایا تھا۔

''پتا تو ہے تمہیں یہاں امی اکیلی ہیں اور پھر حنیف ہائوس اس کو بھی مجھے ہی دیکھنا ہے بس اسی وجہ سے نہیں جاتی''فروا سلیپ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی بول رہی تھی۔

''پھر بھی بچوں کے ساتھ اکیلے مشکل نہیں ہوتی؟''وہ فکر مندی سے گویا ہوئی۔

فروا کچھ کہتی کہ اس کی بھابھی فوراً سے بولیں۔''اسے کیوں مشکل ہو گی فرجاد نہیں تو کیا ہوا عمر تو ہوتا ہے نا اور ساس کا کیا ہے وہ تو ہر وقت اپنے کمرے میں ہی رہتی ہیں''وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں بولتی جیسے اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں۔

فروا ایک دم شل ہو گئی تھی ان کی بات پر کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔

فرجاد جو کچن میں فروا کو بلانے ہی آیا تھا۔اس نے ان کی ساری بات سن لی تھی۔وہ کھنکھارا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بھابھی کی حالت ایسی تھی کہ ان کے چہرے کا ایک رنگ آرہا تھا تو دوسرا جارہا تھا۔

''آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں فروا کے بارے میں؟''وہ دوٹوک انداز میں بولا تھا۔

فروا نے آکر جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا''میرے خیال میں اب چلنا چاہیے۔''

''ایک منٹ''اس نے غصّے میں کہا تھا۔

''میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو تم اتنا ناراض ہو رہے ہو''؟اُس کی بھابھی جیسے سنبھل کر بولی تھیں۔

''اب میں آپ کو بتاؤں کہ آپ نے کیا کہا ہے؟اور اس کا کیا مطلب تھا؟بس آپ میری ایک بات سن لیں میں نے آج تو رشتے کا لحاظ کر لیا لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ اس لیے اب کے بعد آپ محتاط رہیے گا۔''وہ بولتا فروا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گیا۔

وہ سب سے اجازت لیتے گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔راستہ خاموشی میں طے ہو رہا تھا۔ نوفل پیچھے بیٹھا اپنے ماما بابا کا رویہ جانچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

فروا نے فرجاد کی طرف دیکھا۔وہ ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ تھامے دوسرے سے سر پر ہاتھ پھیرتا گاڑی چلا رہا تھا۔''آپ۔۔آپ اتنا عصّہ کیوں ہو رہے ہیں جب میرے دل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کے دل میں نہیں ہے تو پھر پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟''وہ فکر مندی سے بول رہی تھی۔

''تمہارے نزدیک یہ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے؟کوئی تمھیں کچھ بھی کہے اور خاموشی سے سنتا رہوں؟فروا اُن سے زیادہ مجھے آپ سے شکایت ہے۔مجھے ایسا نہیں لگا کہ انہوں نے ایسا پہلی بار بولا ہو مجھے محسوس ہوا کہ وہ اس طرح آپ کو ٹونٹ کرتی رہتی

ہیں۔ لیکن آپ نے کبھی مجھے نہیں بتایا" وہ شکایتی انداز میں بولا تھا۔

"ایسا نہیں ہے فرجاد اور ویسے بھی کیا مجھے نہیں پتا کہ آپ کی وہاں کتنی ذمہ داریاں ہیں؟ میں نہیں چاہتی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں آپ کو تنگ کروں"

فروا کی بات پر فرجاد نے اسکی شکل دیکھی۔۔"یہ کوئی اسکیوز نہیں ہوا فروا۔۔جو بھی بات ہو اسکا علم مجھے ہونا چاہیے" پھر اسنے گہری سانس لبوں سے خارج کی "بس اب میں واپس جا کر آپ لوگوں کو وہیں بلا لونگا"

وہ فیصلہ سنانے والے انداز میں بولا۔

"لیکن امی جان اور حنیف ہاؤس؟" وہ پریشان سی ہو گئی تھی۔

"امی جان ہمارے ساتھ چلیں گی اب انکی بھی ایک نہیں سنو گا عمر کی شادی جب تک نہیں ہو جاتی وہ ہمارے ساتھ ہی رہیں گی اور جہاں تک بات حنیف ہاؤس کی ہے اسے انتظامیہ ہی دیکھے گی ہم آتے رہیں گے" وہ سامنے دیکھتا بولا تھا۔

"بابا آپ ماما کو کیوں ڈانٹ رہے ہیں؟" نوفل نے معصومیت سے کہا تھا۔

"نہیں بیٹا میں کیوں ڈانٹوں گا؟ ہم بات کر رہے ہیں بس" اسنے بیک مرر میں نوفل کی

شکل دیکھی۔

''تو پھر ماما کی آنکھوں میں آنسوں کیوں ہیں؟''وہ بھی روہانسا ہوا۔

فرجاد نے ایک نظر فروا کو دیکھا جس نے گود میں لی مریم کے سر پر اپنا چہرہ ٹکایا ہوا تھا آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں تھے۔

''فروا۔۔۔کیا ہو گیا؟آپ تو بالکل نئی نویلی دلہن کی طرح کر رہی ہیں''اسنے ہنس کر کہا تھا۔''نوفل ڈونٹ وری ابھی ماما کا موڈ بالکل سیٹ ہو جائے گا جب ہم انکی فیوریٹ آئس کریم کھائیں گے۔''آئس کریم کا نام سن کر نوفل کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

*__** _** _** _** _** _** _**

وہ گھر آ کر اپنا سامان بیگ میں رکھ رہا تھا جب فروا کمرے میں آئی۔۔''آپ۔۔آپ ابھی جا رہے ہیں؟''وہ حیران ہو کر اسکی چائے کا کپ ایک طرف رکھتی پوچھ رہی تھی۔

فرجاد نے اثبات میں سر ہلایا''ہاں تین گھنٹے بعد فلائٹ ہے بس نکلوں گا۔''

''آپ مجھے کبھی بھی نہیں بتاتے جانے کا وقت مجھے لگا تھا ایک ہفتے کے لیے تو آئے ہونگے۔۔ابھی تو آپ سے ٹھیک طرح سے بات بھی نہیں کی''وہ اسے دیکھتی رنجیدا

سا بول رہی تھی۔

فرجاد نے چائے کا گھونٹ بھر کر کپ ایک طرف رکھا۔ ''آپ لوگ اگلے ہفتے تک وہاں ہونگے میرے پاس پھر کریں گے دل بھر کر باتیں۔۔اوکے ؟''اسنے نرمی سے کہا اور مریم کو گود میں لے کر ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔''میری بیٹی''وہ نیند میں بھی کھلکھلا گئی تھی۔وہ نوفل کے کمرے میں گئے وہ تو سو رہا تھا۔

فرجاد اس کے پاس بیٹھ کر اسے پیار کرنے لگا اور فروا ہاتھ باندھے گیٹ پر کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اب نوفل صبح اٹھ کر اسے بہت تنگ کرنے والا ہے کہ ''بابا مجھ سے مل کر نہیں گئے ورنہ میں جانے نہ دیتا''اور شاید اسی لیے اسے بتا کر نہیں جاتا تھا کہ وہ رکنے کی ضد پکڑ لیتا تھا۔

*__** __** __** __** __** __**

ہوا خیمہ زن کاروان بہار

ارم بن گیا دامن کوہسار

گل و نرگس و سوسن و نسترن

شہید ازل لالہ خونیں کفن

جہاں چھپ گیا پردۂ رنگ میں

لہو کی ہے گردش رگ سنگ میں

فضا نیلی نیلی ہوا میں سرور

ٹھہرتے نہیں آشیاں میں طیور

وہ شفقت شہید آڈیٹوریم میں کھڑی دونوں ہاتھ آگے کئے ایک سے دوسرا پکڑے ٹک ٹکی باندھے تصویروں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ کافی بڑا آڈیٹوریم تھا جس کی دیواریں شہدا کی یادوں سے سجی ہوئیں تھیں۔انکی تصویریں انکی ہسٹری وہاں کھڑے ہو کر اگر ان دیواروں کو غور سے دیکھو تو لگتا تھا جیسے وہ سب وہیں موجود ہوں۔

پیچھے سیڑیاں تھیں اور اوپر بھی اسی طرح کی گیلری بنی ہوئی تھی۔

دن کی روشنی کی وجہ سے وہاں بہت اجالا تھا۔ایک فرہم میں اسکا عکس صاف واضع

ہو رہا تھا آنسوئوں سے بھیگا چہرہ نظریں فریم پر جمائے وہ چپ چاپ کھڑی تھی۔

بہت سی یادیں ذہن کے دریچے پر دستک دے رہیں تھیں۔

جب وہ پہلی بار اپنی امی اور ابو سے بات کرنے گئی تھی کہ وہ پی اے ایف میں جی ڈی پائلٹ کے لیے اپلائی کرنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر تو وہ اسکی بات سن کر یہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگے کے وہ کہنا کیا چاہ رہی ہے۔مذاک کر رہی ہے یا واقعی بول رہی ہے۔

کچھ دیر کے توقف کے بعد اسکی امی نے اسے گھورتے ہوئے کہا"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ یہاں کبھی لڑکیوں نے جاب کے لیے گھر سے قدم نہیں نکالا اور تم ایئر فورس میں جانے کی بات کرتی ہو؟ارے ہمارے خاندان سے تو کوئی مرد بھی فورسز میں نہیں گیا"

انکی بات سن کر پیچھے بیٹھا اسکا بڑا بھائی بھی زور زور سے ہسنے لگا۔"امی کرنے دیں اسے اپلائی کونسا یہ سلیکٹ ہو گی اچھا ہے اسے اپنی اوقات ہی پتا چل جائے گی"وہ آرزو کے دل کو جلاتا باہر چلا گیا۔اور وہ اپنے ابو کو التجائی نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔

''ٹھیک ہے اگر تم واقعی کرنا چاہتی ہو تو اپلائی کر کے دیکھ لو'' انہوں نے سپاٹ انداز میں کہا۔ لیکن انکی اتنی ہی بات پر آرزو کھل اٹھی تھی۔

اسکی امی انہیں دیکھتی رہ گئیں ''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ارے میں کہتی ہوں اپلائی بھی کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ بس کوئی اچھا سا رشتہ دیکھیں اور سال دو سال میں شادی کر دیں جیسے اسکی بڑی بہنوں کی ہوئی''

انہوں نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا۔ ''آج سے پہلے میرے سامنے کسی بچی نے ایسی خواہش بھی ظاہر نہیں کی تھی۔ میں معمولی سا دکان دار سہی لیکن اگر میری بیٹی کچھ اچھا کرنا چاہتی ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔''

وہ بولتے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے آگے چلے گئے۔

اسکی آنکھیں ڈبڈبا رہیں تھیں اسکی نظروں کے سامنے وہ منظر لہرایا کہ جب وہ یونیفارم میں اپنے گھر والوں کے سامنے آئی تھی اور اسکے پاپا نے آگے بڑھ کر اسے سلیوٹ کیا تھا۔ آنکھیں انکی بھیگی ہوئی تھیں۔ سر فخر سے بلند تھا۔ اسکی امی بھی نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھیں۔ اسکے بھائی نے بھی مسکرا کر اسے سلیوٹ کیا تھا۔

وہ یہ احساسات ہمیشہ یاد رکھنا چاہتی تھی نہ وہ یہ بھولنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں سے آئی ہے اور نہ یہ کہ اسے کہاں جانا ہے۔

ثوبان اور وردہ جو وہاں سے گزر رہے تھے اسے دیکھ کر دروازے کے پاس رک گئے۔ جہاں انکی بریفنگ ہوتی تھی وہ آڈیٹوریم اس کے پاس ہی بنا تھا۔

"میرے خیال میں اسے ہماری ضرورت ہے" ہاتھ باندھ کر دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی وردہ نے کہا۔

ثوبان نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں اسکے پاس کھڑے جا کر کھڑے ہو گئے۔

"تم جس فیس سے گزر رہی ہو ہم جانتے ہیں کہ وہ بہت کھٹن ہے لیکن" وردہ اسکے کندے پر ہاتھ رکھ کر بول ہی رہی تھی کہ آرزو نے اثبات میں سر ہلاتے ہی بولنا شروع کیا۔

"پتا ہے میں نے بچپن سے صرف ایک ہی خواب دیکھا تھا آسمانوں کو چھونے کا۔۔میں اسے اپنا جنون کہوں یا پاگل پن لیکن اس کے علاوہ زندگی کا میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔میری اوڑان میرے لیے سب کچھ تھی۔اور پھر پاک فضائیہ میں سلیکشن۔۔مجھے

لگا جیسے میری پرواز کو پنکھ مل گئے ہوں۔

لیکن پاک فضائیہ اکیڈمی میں گزرے ان سالوں نے مجھے بتایا کہ میں صرف ہوا باز نہیں ہوں بالکل اپنی فضاؤں کی رکھوالی بھی ہوں میں وہ جانباز ہوں کہ جو دشمن کی ان میلی نظروں کو بھی نوچ ڈالے جو اسکے وطن کی فضائی حدود کو چھونے کی کوشش بھی کرے"

اسکے آنسو مسلسل بہ رہے تھے لیکن وہ صاف نہیں کر رہی تھی۔

"میں شہادت کے رتبے سے اس جذبے سے پہلے اس طرح متعارف ہی نہیں تھی کہ جس طرح میں ان سالوں میں ہوئی۔اور آج جب میں یہاں کھڑی ان سب کو اس طرح دیکھ رہی ہوں"

اسنے تصویروں کی طرف اشارہ کیا۔"تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں انکے احساسات کو بھی محسوس کر رہی ہوں جب شہادت کا رتبہ ملنے والا ہو گا اور انہونے زبان سے قلمہ شہادت ادا کیا ہو گا تو کیسا لگا ہو گا۔

ہاں میں مہک کے حادثے کے بعد خود کو بھول گئی تھی لیکن اب نہیں اب بس مجھے

زندگی سے کچھ نہیں چاہے صرف خدا سے یہ ہی التجا ہے کہ وہ رتبہ عطاء ہو جائے کیوں یہ تو ہمارا امان ہے کہ شہدا مرا نہیں کرتے" اسکا چہرہ پوری طرح سے بھیگ چکا تھا لیکن وہ مسکرا رہی تھی اسکی مسکراہٹ بھی پُرعزم تھی۔

ثوبان جو اس کے ایک طرف کھڑا اسے سن رہا تھا اسنے سامنے لگے فریم پر نظرے مرکوز کریں۔

کبوتر کہیں آشیانے سے دور

پھڑکتا ہوا جال میں ناصبور

فریب نظر ہے سکون و ثبات

تڑپتا ہے ہر ذرۂ کائنات

ٹھہرتا نہیں کاروان وجود

کہ ہر لحظ ہے تازہ شان وجود

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی

فقط ذوق پرواز ہے زندگی

اسنے آخری شیر پر بہت زور دے کر پڑھا تھا۔اور وہ دونوں اسے دیکھ رہیں تھیں۔علامہ اقبال کی وہ نظم ان کے دلوں میں مرکوز تھی۔اسکے رکتے ہی وردہ رنجیدہ سا مسکرائی۔

بہت اس نے دیکھے ہیں پست وبلند

سفر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

سفر زندگی کے لیے برگ وساز

سفر ہے حقیقت حضر ہے مجاز

الجھ کر سلجھنے میں لذت اسے

تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے

ہوا جب اسے سامنا موت کا

کٹھن تھا بڑا تھا منا موت کا

آرزو نے اپنے آنسوں صاف کیے مگر نظریں ہنوز سامنے ہی تھیں۔

اتر کر جہان مکافات میں

رہی زندگی موت کی گھات میں

مذاق دوئی سے بنی زوج زوج

اٹھی دشت و کوہسار سے فوج فوج

گل اس شاخ سے ٹوٹتے بھی رہے

اسی شاخ سے پھوٹتے بھی رہے

سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات

ابھرتا ہے مٹ مٹ کے نقش حیات

وہ رکی تینوں نے سر جھکائے ہوئے تھے۔ایک احساس کے تحت آنکھیں تینوں کی بھیگی ہوئیں تھیں۔ثوبان نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا۔

"اب جبکہ ہمیں ساتھ مل کر کئی مراحل سے گزرنا ہے بہت سی منزلیں ساتھ طے کرنی ہیں۔تو کیوں نہ دوست بن کر قدم بڑھایا جائے؟"

"دوست کیوں ہم تو پارٹنرز ہیں آخر کو ہمیں ساتھ مل کر دشمن کی اینٹ سے اینٹ بجانی ہے کیوں آرزو؟" اسنے پرجوش انداز میں بولتے ہی آرزو کے کندے پر ہاتھ رکھا اور

دوسرا ہاتھ آگے کیا۔

"بالکل" آرزو نے بھی مسکرا کر پر گرمجوشی سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

فرجاد جواد ھر سے گزر رہا تھا انہیں دیکھ کر رک کر کھنکھارا "اگر یہ ٹرائو فرینڈ شپ ختم ہو گئی ہو تو بریفنگ روم میں آجائیں" وہ بہت پیار سے بے عزتی کرتا چلا گیا اور وہ تینوں ان کے پیچھے لپکے۔

"بندا جس مقام پر بھی پہنچ جائے لیکن سینئرز سے بے عزتی تب بھی ہوتی ہی رہتی ہے" وردہ نے سر جھٹکا۔

"ہونہ یہ بے عزتی نہیں حوصلہ افزائی ہوتی ہے" ثوبان نے فخر سے کہا اور ساتھ وقت دیکھا ابھی تو بریفنگ شروع ہونے میں پندرہ منٹس تھے۔

*__*___*___*___*___*

لبابہ اور مشی دونوں ایمرجنسی وارڈ میں موجود مریضوں کی ہسٹری لیتی نرسنگ اسٹاف کے ساتھ ابتدائی طبّی امداد دینے میں مصروف تھیں۔

ایک ایکسیڈنٹ کا کیس آیا سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے وہ ایک میاں بیوی تھے جن کا

بائیک سے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا دونوں کی حالت کافی سیریس تھی۔ مشی کو نرس کے ساتھ مل کر اس عورت کو ابتدائی طبّی امداد دینی تھی وہ نرس کے ساتھ جلدی جلدی ڈریسنگ کروانے لگی اس عورت کے سر اور ہاتھوں سے خون نکل رہا تھا۔ جو صاف کرتے ہوئے مشی کے ہاتھ کی لرزش صاف واضح تھی۔

جب وہ اس عورت کے ساتھ آئے لواحق سے اس کی ہسٹری پوچھ رہی تھی تب لبابہ جو پاس والے بیڈ پر مریض کو دیکھ رہی تھی اسے ایک نظر میں ہی اسکے ہونٹ کانپتے محسوس ہوئے۔

لبابہ نے آس پاس دیکھا اسے دوسری طرف اپنا کلاس فیلو حامد نظر آیا اس نے حامد کو کہا کہ وہ اس کے مریض کے پاس رکے اور وہ خود مشی کا ہاتھ پکڑتی باہر لے گئی۔

"آر یو ان یور سینسس؟ کیا ہو گیا تمھیں؟ اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟" وہ اسے کرسی پر بیٹھاتی پوچھ رہی تھی۔

"لبابہ تم نے دیکھا نہیں اس عورت کے کتنی بری طرح سے خون نکل رہا تھا؟ اور اگر دیکھا تھا تو کیا تم میں ہمت تھی وہاں کھڑے رہ کر اسکے ڈریسنگ کرنے کی؟" بولتے ہوئے اسکے ہونٹ ابھی تک کانپ رہے تھے۔

لبابہ سامنے گئی وہاں لگی وینڈ ینگ مشین سے وہ اسکے لیے جوس لائی ''یہ پیو'' وہ اسکے ہاتھ میں جوس تھماتی اسکے سامنے بیٹھی۔

''نہیں مشی یہ میرے لیے بھی اتنا ہی مشکل ہوتا جتنا اس وقت تمہارے لیے ہوا ہے۔ لیکن دیکھو اگر ہم یہ سوچیں گے کہ ہمارا مریض کتنی تکلیف میں ہے تو یقین جانو ہم علاج نہیں کر سکیں گے ہمیں صرف اور صرف یہ سوچنا ہے کہ اسے اس تکلیف سے نکالا کیسے جائے۔۔ کیوں کہ اسے ہماری ہمدردی کی نہیں علاج کی ضرورت ہے۔۔ ہمم؟''

مشی نے اثبات میں سر ہلایا

''چلو اٹھو شاباش'' وہ اسکا کندہ تھپکتی بولی تھی۔ مشی فوراً اٹھی اور وہ دونوں واپس وارڈ میں گئیں مشی نے نرس کے ساتھ مل کر اس عورت کو ٹریٹمنٹ دی۔ لبابہ نے نظروں میں اسے کہا ''گڈ'' اور واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

*__** __** __** __** __** __**

آج انکی فارمیشن فلائٹ تھی جس میں انکے سات جیٹ ایک فارمیشن میں کچھ ٹیکٹکس

کے ساتھ فلائی کر رہے تھے۔ جسے جزیل لیڈ کر رہا تھا۔

فارمیشن سورتی کے لیے کچھ چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔

Predetermine

پیش معینہ

Discipline

نظم وضبط

Synchronize

ہم وقت سازی

کسی بھی فلائٹ کے لیے انکا عبور ان حرکات پر ضروری تھا۔

Roll

جیٹ کا پر کی طرف سے گول گھومنا۔

Pitch

جیٹ کا اوپر نیچے ہونا۔

Yaw

جیٹ کا سیدھے اور الٹھے ہاتھ کی طرف مڑنا۔

اور جن باتوں کا خاص کر خیال رکھنا ہوتا تھا وہ موسم اور لوکیشن ہیں۔

پیش معینہ:

جزیل بورڈ پر انہیں آج کی ہونے والی فلائٹ کے حوالے سے بریفنگ دے رہا تھا ٹیکٹکس اور سب کی پوزیشنز بھی سمجھا رہا تھا اور ساتھ ان سے بھی پوچھ رہا تھا۔اسنے سب کی طرف نظریں دوڑائیں ''آر یو آل ریڈی فور دا فلائٹ؟''سب نے ہم آواز ہو کر یس سر بولا تھا لیکن سب کی نظریں اٹھ کر آرزو کی طرف بھی گئیں تھیں مگر آج وہ بہت پر جوش نظر آرہی تھی۔

وہ LSE لائف سیونگ ایکوئپمنٹ روم میں داخل ہوئے وہاں ترتیب سے انکے جی سوٹ اور ہارنیس (پر اشوٹ تو سیٹ میں ہوتا ہے لیکن اجیکٹ کرنے کی صورت میں

جب پراشوٹ کھل کر یکدم اتنے فٹ اوپر چلا جاتا ہے تب ہارنیس پائلٹ کی بیک بون کو سپورٹ دیتا ہے۔دیکھا جائے تو وہ ایک بیلٹ کی طرح کام آتا ہے)وہ وہاں سے گیراپ ہو کر فلائٹ لائن کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''بیسٹ اوف لک وش''ثوبان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر کہا۔

''آرزو''اسنے اپنا ہیلمنٹ سامنے کیا جس پر آرزو لکھا تھا۔

''مطلب تو ایک ہی ہے نا''ثوبان کی بات پر اسنے سر جھٹکا اور وین میں بیٹھ گئی۔

خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے

فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

خودی کے نگہباں کو ہے زہر ناب

وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب

وہی ناں ہے اس کے لیے ارجمند

رہے جس سے دنیا میں گردن بلند

اسنے نظریں اٹھا کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا آج اسکے دل میں کوئی اور احساس نہیں تھا سوائے اس کے کہ اسے آج اپنی بیسٹ پرفارمنس دینی ہے۔

وہ سب اپنے اپنے جیٹ کی طرف بڑھ گئے جہاں کروچیف اور ٹیکنیشن جیٹ کا معائنہ کر رہے تھے۔

وہ سب بھی انکے ساتھ مل کر انسپکشن کرنے میں مصروف ہو گئے۔

وہ جیٹ کے ونگ کی طرف آیا اور اس میں لگے Alieron کو اوپر نیچے کر کے چیک کیا۔جو جیٹ کو رول کرتا ہے۔

پھر اسنے flaps چیک کیے جو جیٹ کو اچائی میں مدد دیتے ہیں۔

پھر horizontal stabilizer(نیچے کی ٹیل) پر لگا elevator جو جیٹ کو pitch کرنے میں مدد دیتا ہے۔

پھر vertical stabilizer(اوپر کی ٹیل) پر لگا rudder جو جیٹ کو yaw کرنے میں مدد دیتا ہے۔اور پھر

Intake, out take(exhaust),Cannon, drop

tanks,missile pods,

آل او کے جزیل کرو چیف کو تھمزاپ کرتا سیڑیاں چڑتا کاک پٹ میں بیٹھ گیا اسنے اسٹیپ اپ کرتے ہی کنوپی بند کی کرو چیف نے دونوں ہاتھ اوپر کو اپنے سر کے پاس کیے جو اشارہ تھا جزیل کے لیے اپنا جیٹ پین سے نکالنے کا۔

جزیل نے فلائٹ لائن پر آ کر اپنے ونگ مینس کو بھی تمس اپ کا اشارہ کیا۔

موسم:

(موسم کا خیال فارمیشن فلائٹ کے لیے اس لیے بھی ضروری ہے کہ انہیں لیڈر ہاتھ کے اشارے سے سگنل بھی دیتا ہے۔تو ایک دوسرے کا کاک پٹ کلیر نظر آنا چاہیے رات میں یہ کام جیٹ میں لگی فارمیشن لائٹ کی مدد سے کیا جاتا ہے۔)

ان سب نے بھی جواباً تھمزاپ کیا جزیل نے اینجھن اسٹاٹ کیا اور راڈر پیڈل پر پاؤں جمائے ایک ہاتھ سے کنڑولر اسٹک کو سنبھالا دوسرے سے تھروٹل کو آگے کیا نظریں اسکی سپیڈو میٹر پر تھیں۔

جیٹ بھرپور رفتار سے رنوے پر جاتا رہا پیچھے وہ سب بھی تیار تھے جزیل کے جیٹ نے

ٹیک اوف کیا اسکے پیچھے فلائٹ لیفٹیننٹ ثوبان، فلائنگ آفیسر وردہ، فلائٹ لیفٹیننٹ ولی، فلائٹ لیفٹیننٹ سوہا، فلائنگ آفیسر اذکار، فلائنگ آفیسر آرزو۔

ان سب نے بھی ٹیک اوف کیا تھا اور تھوڑی اچھائی پر جا کر سب نے وی شیپ فارمیشن بنالی تھی۔

نظم وضبط:

جزیل کا جیٹ بیچ میں تھا اسکے سیدھی طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سوہا اذکار اور آرزو تھے۔

اور دوسری طرف ثوبان وردہ ولی تھے۔ وہ سب ہم رفتار ہو کر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے وی بنائے آگے جا رہے تھے۔

سامنے سورج اپنی پوری اب وتاب سے جھلملا رہا تھا۔ شفاف نیلا فلک بھی شاہینوں کی اس جرت بھری پرواز کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ بادل بھی فضا کے محافظین کی اڑان سے متاثر انھیں بوسہ دیتے گزر رہے تھے۔

ہم وقت سازی:

کچھ آگے جا کر جزیل نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے کمانڈ دی تو وہ سب ایک لائن میں آ گئے اور پھر واپس وی شیپ کی صورت بن گئے۔

جزیل نے سب کو لوالٹیٹیوٹ جانے کو کہا اور سب نے نیچے دیکھا جہاں کرانہ کا پتھریلا پہاڑی سلسلہ تھا۔ وہ بنجر پہاڑ سورج کی شعاؤں سے چمک رہے تھے۔ وہ کہیں کہیں سے کٹے ہوئے تھے اور ان کے بیچ و بیچ بہتے نہایتی خوبصورت شفاف چشمے اور جھیلیں اور اسکے اوپر بادلوں کی تہ وہ منظر بلاشبہ حسین تر تھا۔

لوکیشن:

وہ تھوڑا اور آگے گئے جہاں دور دور تک خالی میدان تھا وہاں دور تک کوئی رہائشی علاقہ نہیں تھا۔

"کم اپ ایگلز" جزیل کے بولتے ہی ان سب نے اپنی اڑان اوپر کی اسی وی شیپ میں رہ کر وہ سب ایک سیدھ میں اوپر جاتے رہے سامنے روشن افق واضح تھا۔ سورج کی شعائیں ان کے کاک پٹ میں داخل ہوتیں گزر رہیں تھیں۔ وہ سب ایک ساتھ الٹا ہوئے اب نیچے کا منظر نمایا تھا۔

بادلوں کے عقب وہ بنجر میدان اب وہ ساتھ نیچے کی جانب اڑان بھر رہے تھے اس طرح انہونے انر لوپ لیا اور پھر سب اسپلٹ (الگ الگ چلے گئے)۔اور پھر سب باری باری اپنی جگہوں پر آ گئے۔

اگر کوئی اس وقت نیچے کھڑا ہو کر یہ منظر دیکھتا تو وہ دیکھ سکتا تھا ہواؤں کے وہ سپاہی کس طرح اپنی فضا میں محور قص تھے۔جیسے یہیں انکا بسیرا ہو جیسے وہ ہمیشہ سے ہواؤں کے راہی رہے ہوں یہ مہارت یہ اڑان جیسے انکے لیے کوئی مشکل بات نہ ہو جیسے بادلوں سے انکی دوستی بہت ہی پرانی ہو۔

جزیل نے آرزو کو کمانڈ دی کہ وہ ان سب پر سے تین لوپ لے گی۔

ثوبان اور وردہ نے دل میں دعا کی اسکے زیر وایرر کے ساتھ یہ کرنے کی کیوں کہ یہ مشکل تھا کہ اپنی سپیڈ کو بڑھا کر انکے اوپر سے لوپ لے کر واپس اپنی پوسیشن میں آنا۔

آرزو نے ایک دم آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

خودی کی یہ ہے منزل اولیں

مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں

تری آگ اس خاک داں سے نہیں

جہاں تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں

بڑھے جا یہ کوہ گراں توڑ کر

طلسم زمان و مکاں توڑ کر

خودی شیر مولا جہاں اس کا صید

زمیں اس کی صید آسماں اس کا صید

اسنے ایک سیکنڈ بھی نہیں لیا تھا سوچنے کے لیے اور فوراً ایسا ہی کیا جیسا جزیل نے کہا تھا اور اپنی پوری مہارت سے لوپ لیتی وہ اپنی جگہ پر آ گئی۔

جہاں اور بھی ہیں ابھی بے نمود

کہ خالی نہیں ہے ضمیر وجود

ہر اک منتظر تیری یلغار کا

تری شوخئ فکر و کردار کا

یہ ہے مقصد گردش روزگار

کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

تو ہے فاتح عالم خوب وزشت

تجھے کیا بتاؤں تری سرنوشت

سب کے منہ سے ہم آواز نکلا تھا"گریٹ جاب آرزو"سوائے جزیل کے وہ گڈ کہتا آگے بڑھا۔

وہ لینڈ کر کے جیٹ سے باہر آئے تھے تب وردہ اسکے پاس بھاگتی ہوئی آئی اور اسے گلے لگالیا بہت خوب ہم تو تھوڑی دیر کے لیے پریشان ہو گئے تھے لیکن تم نے تو کمال کر دیا"وہ بول ہی رہی تھی کہ جزیل کو دیکھ کر چپ ہوئی وہ انکے قریب آیا۔

"نوٹ بیڈ"وہ کہتا آگے چلا گیا۔

"انکا مطلب ہے بہت زبردست کیا تم نے"ثوبان نے قریب آکر کہا۔۔

"آج ایک کپ کافی تو بنتی ہے پھر کیا خیال ہے؟"اذکار نے خوش ہو کر سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔سوہا اور ولی بھی وہیں آگئے تھے۔

''آپ لوگ انجوائے کریں ہماری بیگم صاحبہ انتظار کر ہی ہوتی ہیں۔تو وہاں حاضری لگانا ضروری ہے''ولی نے ہنستے ہوئے کہا وہ سب وین میں بیٹھ گئے تھے۔

''تو بھابھی کو بھی لے آئے گا اس بہانے ان سے ملاقات ہو جائے گی''وردہ نے جیسے حل نکالا۔۔

''اگر انکا موڈ ہوا تو ضرور''ولی مسکرایا یونٹ آگیا تھا وہ سب آگے پیچھے چلتے بریفنگ روم کی طرف جا رہے تھے۔

*__** __** __** __** __** __**

شام میں اذکار نے انہیں انکے گھروں سے پک کیا تھا۔ثوبان آگے بیٹھا سو ہا آرزو وردہ پیچھے۔

اذکار انہیں اپنی پسندیدہ کافی شاپ پر لے گیا۔سب اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف تھے جب ایک بارہ تیرہ سالہ بچہ سب کے لیے کافی لے آیا۔''یہ لیں آپ سب کی گرما گرم کافی''سب نے بھانپ اڑتی کافی کو دیکھا وہ دیکھنے میں ہی مزیدار لگ رہی تھی۔

شاپ میں زیادہ رش نہیں تھا اور وہاں سے بیٹھ کر باہر کا بھی نظارہ ہو رہا تھا پتلی سیدھی

سڑک جس پر ایکا دوکہ گاڑیاں چلتی نظر آ رہی تھیں۔

سب سے پہلا گھونٹ ثوبان نے بھرا اور جیسے بھرا تھا ویسے ہی نکال دیا"یہ کافی ہے یا کیا ہے؟اتنی کڑوی؟"

وہ منہ بنا کر بول رہا تھا۔

"اچھا میں تو پیتا ہوں اچھی ہوتی ہے"اذکار نے بولتے ہی گھونٹ بھرا"آج واقعی کڑوی ہے"اسکی شکل بھی چھوٹی ہوئی۔

"اسکا ذائقہ تو بالکل ہماری اکیڈمی کے اُس اسپیشل کاکٹیل جیسا ہے"سوہا سے بھی ایک گھونٹ سے زیادہ نہیں پیا گیا۔

اسپیشل کاکٹیل کے نام پر سب کو اکیڈمی کے دن یاد آ گئے تھے۔آگے پیچھے سہی لیکن وہ سب ان سارے مرحلوں سے گزر کر یہاں تک آئے تھے۔وہ جو اس وقت سزا لگتی تھی آج وہ ایک خوبصورت یاد تھی۔پی اے ایف اصغر خان اکیڈمی ریسالپور اب انہیں زمیں پر موجود جنّت لگتی تھی۔

"کیا بات کر رہی ہیں آپ؟وہ تو بہت ہی مزے دار کاکٹیل تھا۔"ثوبان کی بات پر سب

نے اسکی شکل دیکھی۔

''ہاں ہاں واقعی آپ سب ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟اس کا کٹیل کا کیا مقابلہ اس کافی سے؟''اب کی بار سب کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

وہ کا کٹیل انہیں اکیڈمی کے شروع سال میں پلایا جاتا تھا۔ایک گلاس شربت میں ٹیبل پر موجود سارے لوازمات اس میں ڈال کر اسے اچھے سے شیک کروا کر پھر اسے پینے کے لیے کہا جاتا تھا۔

''میری باری میں تو ہری چٹنی بھی موجود تھی ٹیبل پر''آرزو کو جیسے یاد آیا۔

''اور میری دفع میں املی اور آلو بخارے کی چٹنی تھی''وردہ نے چٹخارے لیتے ہوئے بولا۔

''واہ واہ کیا یاد دلا دیا کیوں نا آج پھر یاد تازہ کی جائے ایک گلاس ویسا ہی کا کٹیل پی کر'' ثوبان نے شرارت سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ مذاک کر رہے ہیں؟''سوہا اسے غور سے دیکھ رہی تھی کہ وواب ہنس کر کہے گا کہ مذاک کر رہا تھا۔

''نہیں میں سیریس ہوں''ثوبان نے بہادری سے کہا۔

''اوکے ڈن''وردہ نے مسکراتے ہوئے تھمس اپ کیااور آرزو کی طرف دیکھا۔۔

آرزو نے بھی کندے اچکائے''ڈن''

اب وہ اذکار اور سوہا کو باری باری دیکھ رہے تھے۔

''میری کل اے ڈی اے میں ڈیوٹی ہے رسک نہیں لے سکتا''اذکار نے سنجیدگی سے کہا۔

''میری بھی فلائٹ ہے میں بھی رسک نہیں لے سکتی''سوہا نے جیسے جان چڑوائی۔

''میرے خیال میں ہم تینوں کی دو دن تک فلائٹ نہیں ہے۔تو ہم رسک لے سکتے ہیں''ثوبان نے آرزو اور وردہ کو باری باری دیکھا۔

''چھوٹو''وردہ نے آواز لگائی تو وہ بچہ آیا۔۔

''کھانے میں جو کچھ بھی ہے کڑھائی قورمہ نہاری اور کیچپ وغیرہ سب لے آؤ''آرزو نے اپنے مخصوص انداز روانی میں کہا تھا وہ بچہ بھی منہ کھولے سننے جا رہا تھا۔جب وہ چپ ہوئی تو اس بچے کے منہ سے نکلا''جی؟''

اسکی بات پر سب ہی ہنس دیے ''آرزو تھروٹل کھینچو (بریک لگاؤ)'' وردہ نے ہنستے ہوئے آرزو سے کہا اور اس بچے کو سمجھایا۔

جب وہ سب چیزیں لے آیا تب ان تینوں نے ایک برابر ساری چیزیں اپنی اپنی کافی میں ملائیں۔ ''نائو شیک اٹ ویل'' ثوبان کے کہتے ہی ان تینوں نے اپنے اپنے گلاس شیک کیے۔

''اور اصول وہ ہی ہیں جس نے الٹی کی وہ الٹی سمیت ہی پیے گا'' اسکی بات پر وہ دونوں اوکے کرتی اپنا اپنا گلاس تھام چکی تھیں۔ دور کھڑا وہ بچہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں یہ سب کرتا دیکھ رہا تھا۔

ایک گھونٹ میں ہی وہ تینوں وہ لوازمات سے بھرا گلاس پی گئے تھے۔ اور پھر حالت انکی ایسی تھی کچھ دیر وہ گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے رہے آنکھوں میں آنسوں بھرے ہوئے تھے۔ چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

پھر وہ ایک ساتھ چیخے ''پانی''۔۔ مرچی سے انکا حال برا ہو رہا تھا مگر وہاں صرف ایک گلاس موجود تھا۔ اُس بچے نے جلدی جلدی انہیں گلاس دیے وہ تینوں پانی کے دو تین گلاس پی گئے تب جا کر کچھ ہوش میں آئے۔

اور ہوش میں آکر ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور پھر انکا زوردار قہقہ بلند ہوا۔

سوہا جس کی حیرانگی ابھی بھی ختم نہیں ہوئی تھی وہ بھی ہنس دی "کریزی۔"

گاڑی کچھ فاصلے پر تھی۔انہونے راستے میں رک کر آئس کریم لی اور اب وہ سب آئس کریم سے لطف اندوز پیدل چلتے جا رہے تھے۔

ثوبان اذکار اور سوہا آگے آگے کسی بات پر بحث کرنے میں مصروف تھے جبکہ آرزو اور وردہ پیچھے تھیں۔

"آرزو پتا ہے آج ہم بہت دنوں بعد اس طرح گھومنے آئیں ہیں" وردہ نے آئس کریم منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں محو گفتگوں تھیں کہ اچانک ایک آدمی آیا اسنے یکدم ہی وردہ کے ہاتھ سے پرس چھینا۔وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے وہ جھٹکے سے پرس لے گیا۔

"میرا پرس" وردہ زور سے چیخی پھر آرزو اور وردہ دونوں اُس آدمی کے پیچھے بھاگیں۔

ثوبان اور اذکار نے پلٹ کر دیکھا تو وہ دونوں بھی فوراً ہی بھاگے لیکن اتنی دیر میں وردہ

اسے پکڑ چکی تھی۔

اس آدمی نے گن نکالی آرزو نے برق رفتاری سے پاؤں اس کے ہاتھ پر مارا اور گن نیچے گر گئی۔اسے مہلت دیے بغیر وہ آرزو نے اٹھالی۔

وردہ نے اسکے گھٹنے پر کک کیا اور وہ وہیں بیٹھتا چلا گیا۔آرزو گن تانے اسکے سر پر کھڑی تھی۔وردہ نے اسکے ہاتھ سے اپنا پرس چھینا۔

"کون ہو بھئی آپ لوگ؟" وہ جیسے پریشان سا ہو گیا تھا۔وہ تینوں جو تھوڑے فاصلے پر کھڑے تھے انہیں داد دیتے ہنسنے لگے تھے۔

"یہ تمہارا مسلہ نہیں ہے۔تم یہ بتاؤ چوری کیوں کر رہے تھے؟" وردہ غراتی پوچھ رہی تھی۔

"باجی دو دن سے کچھ نہیں کھایا۔۔اور یہ گن بھی زنگ لگی ہوئی ہے میں نے تو سوچا ٹرائی مار کر دیکھتا ہوں پھوٹی قسمت کہ آپ لوگوں سے واسطہ پڑ گیا" وہ مسکین شکل بناتا بول رہا تھا۔

آرزو نے گن الٹ پلٹ کر دیکھی۔۔"ابھی چلا کر دیکھتی ہوں پتا چل جائے گا کہ

زنگ کس حد تک لگا ہوا ہے" اسکی بات پر وہ ہاتھ نفی میں ہلانے لگا۔

"اور چوری کے لیے چاہے کوئی بھی جواز ہو قابل قبول نہیں ہوتا چوری کے پیچھے صرف ایک وجہ ہوتی ہے وہ ہے عادت کیوں کہ رزق کی تلاشنے کا یہ طریقہ نہیں ہے" وردہ برہم ہوئی۔

"اب بتاؤ سزا کیا دی جائے" آرزو نے وردہ کی شکل دیکھی۔

"وہی جو ہمیں ملا کرتی تھیں۔" وردہ نے آرزو کے کان میں سرغوشی کی۔

وہ آدمی موقع دیکھتے ہی نکلنے لگا تھا کہ ثوبان نے گریبان سے پکڑا اسے "ایسے کیسے جاؤ گے؟"

وہ اسے کافی شاپ کے پاس لے آئے "چھوٹو ایک اسپیشل کا کٹیل ہو جائے" آرزو کی بات پر چھوٹو کے ہاتھ پھرتی میں چلے اس نے جھٹ پٹ دو منٹ میں پہلے سے بھی زیادہ مزے دار کا کٹیل تیار کیا۔ ثوبان نے اسے ہنوز پکڑا ہوا تھا۔

"پیو اسے" ثوبان نے کا کٹیل اسکی جانب بڑھایا۔

پہلے اس نے ان تینوں کی شکل دیکھی وردہ آرزو ہاتھ باندھے اسے دیکھ رہیں تھیں۔

اذکار اور سوہا گاڑی میں۔بیٹھ چکے تھے۔

اسنے وہ بڑی مشکل سے پیا پھر وہ اسے باہر لے گئے۔

''اب یہاں سے وہاں'' وردہ نے روڈ کے کونے پر اشارہ کیا''جو جو بھی تمھیں نظر آئے اس کو کہتے جانا ہے کہ آئندہ میں چوری نہیں کروں گا''

''اور یہ یاد رکھنا کہ گن ابھی بھی میرے ہاتھ میں ہے''آرزو نے اسے اسکی گن دکھائی۔

ثوبان نے جیسے ہی اسے چھوڑا وہ لڑکھڑاتا بھاگا اور ہر گزرنے والے سے یہ ہی کہتا جاتا کہ آئندہ میں چوری نہیں کرونگا۔وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو ثوبان نے ان دونوں کی شکل دیکھی۔''آیندہ وہ بیچارہ واقعی چوری نہیں کرے گا''اور جو ہنسی وہ اتنی دیر سے کنڑول کر رہے تھے وہ فضا میں بلند ہوئی۔

*__** __** __** __** __** __**

رات کے اس پہر شور کوٹ پر سناٹا پھیلا ہوا تھا ایسے میں اس نے اپنی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا نیچے کوئی بھی نہیں تھا اسنے جلدی سے پاس رکھی شال سے خود کو اچھی طرح

ڈھانپااور قدم گھر سے باہر نکالے پھر دو گھر چھوڑ کر گلی میں جا کر دیکھا جہاں ایک آدمی اسکا منتظر تھا۔اسنے ہاتھ میں لیا لفافہ اسکی جانب بڑھایا۔

''شاید یہ کسی کام آجائے''اسکی بات پر اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے پھیلے گھپ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

*__** __** __** __** __** __**

آج ویک اینڈ کی وجہ سے جہاں عریش اور دانیہ بیگم اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔وہیں لبابہ کچن میں تین گھنٹے سے کیک بنانے میں مصروف تھی آج اس کے پاپا کی سالگرہ تھی اور وہ اپنے ہاتھ سے کیک بنا کر ان کے سامنے پیش کرنا چاہ رہی تھی۔

محتشم صاحب آج بھی باہر آفس کے کام سے گئے ہوئے تھے۔

وہ ایپرن پہنے بالوں کا جوڑا بنائے جگہ جگہ اسکے میدہ اور چوکلیٹ لگی ہوئی تھیں۔ مسلسل کیک کی سیٹنگ میں مصروف تھی۔

تیار ہوتے ہی ستائشی نگاہ سے لبابہ نے اسے دیکھا وہ ہارٹ شیپ چاکلیٹ کیک تھا۔''وائو لبابہ باجی یہ تو بہت شاندار لگ رہا ہے''پاس کھڑی فاطمہ ٹکٹکی باندھے اس کو دیکھے جا

رہی تھی۔

''ہاں فاطمہ اب میں یہ تمہاری ذمہ داری پر چھوڑ کر جا رہی ہو اس کے آس پاس بھی عریش کو بھٹکنے نہیں دینا ٹھیک ہے؟''وہ کہتی فریش ہونے چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ نہا دھو کر نیچے آئی آف وائٹ کرتے شلوار پر اس نے سنہرے رنگ کا شفون کا دوپٹہ سر سے لیا ہوا تھا۔وہ کچن میں آئی جہاں فاطمہ گھبرائی گھبرائی سی کھڑی تھی۔

''وہ باجی عریش بھائی آئے تھے اور انہوں نے۔۔''اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ لبابہ سمجھ گئی اور اس نے فوراً سے پہلے فریج کھولا سامنے کیک دیکھ کر اس کی چیخ نکلی کیونکہ کیک کا نقشہ بگڑ گیا تھا اسکے اوپر بہت سی انگلیوں کے نشان تھے۔

''تم نے۔۔تم نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں؟''لبابہ کا غصّے سے برا حال ہو رہا تھا وہ یہاں وہاں کچھ تلاش رہی تھی۔''باجی میں نے منع کیا اور کیا کہتی؟''فاطمہ ہنوز گھبرائی ہوئی تھی۔

''گلا دبا دیتی اس کا''لبابہ کی بات پر فاطمہ نے کانوں کو چھوا''استغفر اللہ باجی۔''

لبابہ کی تلاش ختم ہوئی تھی اسے سلیپ پر چوکلیٹ بار ملا جو خاصا وزنی تھا۔ وہ اٹھاتی لاؤنج کی طرف بڑھی۔ جہاں سے ابھی ابھی عریش کی آواز آئی تھی۔

وہ اسے دیکھتا دانیہ بیگم کے پیچھے چھپا تھا۔ ''میری غلطی نہیں ہے یہ فاطمہ نے مجھے اکسایا تھا۔ میں تو صرف پانی لینے گیا تھا اس نے کہا فریج نہیں کھولیے گا اور ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ میں نہ کھولتا پھر اس نے کہا کہ کیک نہیں چھوئیے گا اور ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ میں کیک نہ چھوتا تھا۔''

وہ بولتا دانیہ بیگم کے پیچھے ایسے چھپ رہا تھا کہ اگر لبابہ ایک طرف آتی تو وہ ان کی دوسری طرف چلا جاتا۔

''ارے میری بات تو سنو تم دونوں'' دانیہ بیگم کچھ کہنا چاہ رہی تھیں لیکن وہ دونوں ہی نہیں سن رہے تھے۔

''پاپا کو آنے دو ذرا میں بتاتی ہوں اور وہ اسکول والی بات بھی بتاؤ گی'' وہ دھمکانے والے انداز میں بول رہی تھی اور اسے یہ بھی غصّہ آ رہا تھا کہ وہ اس کے ہاتھ نہیں لگ رہا۔

''آپ تو ہیں ہی پاپا کی پری آپ سے اور کیا امید کی جائے'' وہ چڑھانے والے انداز میں

بولا۔

''میں نے کتنی بار کہا ہے مجھے ایسے ناموں سے نہیں پکارا کرو''غصّے میں اس کا پارا اور چڑھ گیا تھا۔

''ہاں تو آپ بھی یہ شکایتیں لگانا چھوڑ دیں پھر''عریش نے اطمینان سے کہا۔

دانیہ بیگم پریشانی میں دونوں کی شکل دیکھ رہی تھیں۔

''تم۔۔تم۔۔تم۔۔تم لے پالک ہو''لبابہ کو کچھ اور سمجھ نہیں آیا تو وہ اپنا پرانا ڈائیلاگ بول گئی۔جس پر عریش کبھی رویا کرتا تھا۔

لیکن ابھی وہ زور زور سے ہنستا لبابہ کو اور سلگا رہا تھا۔''اب میں بچہ نہیں رہا جو آپ کی اس بات پر رونا شروع کر دوں۔ویسے پتا ہے کیا آپ لگتی ہیں لے پالک ہم میں سے کسی سے بھی نہیں ملتی''اسکی بات پر دانیہ بیگم نے غصّے سے اسکی طرف دیکھا۔

وہ بول کر دانیہ بیگم کے پیچھے سے دروازے کی طرف بھاگا لبابہ نے ہاتھ میں لیا چاکلیٹ بار پوری طاقت سے اس کو مارا وہ تو بچ گیا لیکن ڈرائنگ روم سے آتے جزیل کے ماتھے پر جا لگا۔

لبابہ دنگ رہ گئی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ ایک دم سے آجائے گا۔"واٹ آ شوٹ"عریش نے بے ساختہ کہا تھا جس پر لبابہ اور جزیل نے اس کو زخمی نظروں سے دیکھا تھا اور وہ بھاگتا اوپر چلا گیا۔

"ویسے پھولوں سے استقبال سنا تھا لیکن چاکلیٹ سے پہلی دفعہ دیکھا ہے اور بڑا ہی کوئی خطرناک تھا"جزیل ایک ہاتھ سے ماتھا پکڑے نیچے گرے ہوئے چاکلیٹ بار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

لبابہ نے شکایتی نگاہ سے اپنی ماں کو دیکھا جس پر وہ فوراً بولیں"ہاں تو میں تم لوگوں کو یہی بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ ڈرائنگ روم میں جزیل بیٹھا ہوا ہے اب جاؤ جا کر اس کے لیے کوئی مرہم لے کر آؤ"وہ لبابہ کو ڈپٹ کر جزیل کو صوفے پر بیٹھا رہی تھیں۔

لبابہ کو اب ایک پریشانی اور تھی کہ جزیل نے انکی ساری بے وقوفانہ باتیں سن لی ہونگی۔

"یہاں پورا دن یہی چلتا رہتا ہے۔اچھا تم بیٹھو میں جوس وغیرہ کچھ لے آؤں"وہ بولتی کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

جزیل جو سر جھکائے بیٹھا تھا اس نے ایک نظر دور گرے چاکلیٹ بار پر ڈالی۔۔

"ابھی کیوں کہ معاملات آگے نہیں بڑھے تو میرے خیال میں دل کو سمجھا لینا چاہیے یا پھر خود کو روز کے جارحانہ حملوں کے لیے تیار کر لینا چاہیے" اسنے سوچتے سوچتے ماتھے کو چھوا جہاں اسے کچھ پھولا ہوا محسوس ہوا۔ "انہو جارحانہ نہیں قاتلانہ"

"یہ لگا لیں" لبابہ ہاتھ میں لیا مرہم اسکی جانب بڑھا رہی تھی۔ وہ دیکھ سکتی تھی کہ جہاں بار لگا وہاں اب نیل کا نشان صاف واضح تھا۔

"ویسے انسان معذرت کا ایک جملہ بول دیتا ہے" وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھ رہا تھا۔

"جی ضرور بولیں آپ۔۔ کیوں کہ غلطی آپ کی ہی تھی آپ آئے تھے اچانک" لبابہ نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔ "ہونہہ ہونگے اپنے اسکواڈ کے لیڈر" اسنے دانتوں سے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے سوچا۔

"آہاں مطلب کہ اب غلطی نہ ہونے پر بھی ماننا پڑے گی" جزیل نے سوچا اسنے ہمیشہ لبابہ کو خاموش خاموش ہی دیکھا تھا آج وہ واقعی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

جزیل نے کھنکھارہ ''ڈاکٹر صاحبہ زخم آپ نے دیا ہے تو مرہم بھی خود لگادیں''اسکی بات پر لبابہ نے اسکی معنی خیز مسکراہٹ دیکھی اور اسکے پاس رکھی ٹیبل پر وہ ٹیوب رکھتی واپس جانے کے لیے مڑی پھر کچھ یاد آنے پر وہ پلٹی۔''سکواڈرن لیڈر ہو کر مرہم کی بات کرتے ہیں یہ تو شرم کا مقام ہے''وہ بولتی وہاں سے چلی گئی اور جزیل چپ چاپ دیکھتا رہ گیا۔

زندگی میں کوئی شخص آپ کے لیے اتنا قیمتی بھی ہو جاتا ہے کہ اسکے لیے دل دماغ سے دغا کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور لبابہ اسکے لیے ایسی ہی تھی۔

لبابہ کچن میں آئی تو کام کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اور وہ اپنی اس کیفیت کو کوئی بھی نام دینے سے قاصر تھی ایسا اس کے ساتھ اکثر ہی ہوتا تھا جب بھی وہ جزیل کے سامنے جاتی تھی اس لیے وہ اس کے سامنے جانے سے ہی گریز کرتی تھی۔

عریش نے دیکھا کہ لبابہ لاؤنج میں نہیں ہے وہ بھاگتے ہوئے آیا اور جزیل کے پاس اسکے کندے پر ہاتھ رکھتا بیٹھ گیا۔''اور کیسے ہیں میرے فوجی بھائی''

جواباً جزیل نے اس کی پشت پر زور زور سے تھپکی دی

اتنی کے وہ کراہ کر رہ گیا۔

"بالکل ٹھیک اور اب تم بھی پی ایم اے (پاکستان ملٹری اکیڈمی) آنے کی تیاری کر لو"
جزیل نے اسکے کندے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

لبابہ اور دانیہ بیگم ٹیبل پر سامان سیٹ کر رہی تھیں محتشم صاحب کے بھی آنے کا وقت ہو گیا تھا۔

"ہاں ہاں چلا جاؤں گا وہاں بھی اور ویسے بھی ایک ہٹلر تو یہاں بھی موجود ہے یہ نہیں کیا تو شکایت کر دوں گی وہ نہیں کیا تو یہ سزا ملے گی" وہ اپنی پشت سیلاتا چیزیں ریکتی لبابہ کو دیکھتے ہوئے اسی کے انداز میں بول رہا تھا۔

"اچھا جاؤ جا کر ڈرائنگ روم سے کیک لے آؤ میں وہیں بھول گیا تھا اور ہاں انگلیاں نہیں مارنا اس میں" جزیل کی بات پر وہ غصّے میں اٹھا "اب ایسا بھی نہیں ہوں میں۔"

محتشم صاحب آئے تو جزیل کو دیکھتے ہی حیران ہوں گئے اور اکر اسے گلے لگا لیا۔ "کب آئے جزیل بیٹا یہ تو سرپرائز ہو گیا"

جزیل ان کے بڑے بھائی کا بیٹا تھا لیکن انہوں نے کبھی بھی عریش اور جزیل میں فرق

نہیں کیا تھا۔

"بس چاچو آج ہی آیا ہوں اور آپ کی سالگرہ کی وجہ سے ماں سے ملتے ہی یہاں آ گیا۔ وہ بھی آتیں لیکن آج روزہ تھا انکا"

"آجائیں پاپا" لبابہ نے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا جہاں ریفریشمنٹ کے ساتھ دو کیک رکھے ہوئے تھے۔

"یہ اس کیک کو کیا ہوا" انہوں نے لبابہ والے کیک کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ بولتی لیکن جزیل کی موجودگی کی وجہ سے چپ رہی۔

وہ ہاتھ میں چھری لیے دیکھ رہے تھے کہ کس کیک کو کاٹا جائے کہ جزیل نے مشکل آسان کی اور لبابہ والے کیک کی طرف اشارہ کیا "آپ اس کو کاٹیے یہ بہت محنت سے بنایا گیا لگ رہا ہے" وہ مسکرا کر بول رہا تھا۔

سامنے کھڑی لبابہ نے اسکی شکل دیکھی تھی۔ محتشم صاحب نے کیک کاٹا اور سب نے ساتھ تالیاں بجائیں۔

دیکھنے میں ہی لگتا تھا کہ وہ ایک مکمل فیملی ہے۔ لیکن قسمت کب کیا رنگ بدلے یہ کوئی

نہیں جان سکتا۔

*__** __** __** __** __** __**

آرٹ انسٹی ٹیوٹ میں انٹرویو کے بعد اسے فوراً ہی بلا لیا گیا تھا ایڈمن کے طور پر وہاں کے ٹائمنگ زیادہ تھے لیکن سیلری اچھی ہونے کی وجہ سے اس نے شام کا سینٹر ختم کر دیا تھا۔

آج اس کا پہلا دن تھا اسے اسٹاف سے ملوا دیا گیا تھا۔پہلے دن ہی اس نے کام کو سمجھ کر پورے طریقے سے کرنے کی کوشش کی تھی۔اس نے گھڑی دیکھی جہاں چھ بج رہے تھے۔وہ اپنا سامان سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔چہرے کے گرد وہ ہی کالی چادر تھی۔

وہ جیسے ہی بلڈنگ سے باہر لان کی طرف بڑھی۔اسے سامنے سے ایک لڑکا اس کی طرف آتا دکھائی دیا۔وہ دیکھا ان دیکھا کرتی سر جھکائے وہاں سے گزرنے لگی کہ وہ ایک دم اس کے سامنے آیا۔زمل یکدم الٹ ہو گئی۔

وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور پیچھے کیا ہاتھ آگے لایا جس میں گلاب کا پھول تھا۔

"آپ مجھے پہلے ہی دن سے بہت اچھی لگتی ہیں آپ کی میرے بارے میں کیا رائے ہے؟ اگر آپ یہ پھول تھام لیں تو میں اسے آپ کی رضامندی سمجھوں گا۔" وہ قدرے شرما کر بولا تھا۔

کچھ فاصلے پر گروہ کی صورت کھڑے وہ چار لڑکے اور تین لڑکیاں انہیں دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ زمل نے ایک تھپکی نظر اُن پر ڈالی اور پھر اس لڑکے پر۔۔

اگر تو وہ مذاک کر رہا تھا تو وہ زمل کو نہیں جانتا تھا اور اگر سیریس تھا تب تو وہ واقعی زمل کو نہیں جانتا تھا۔

____**__**__**__**__**__**__*_

جاری ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین